چلوسک ملوسک کے دشمن

ناشران ----- اشرف قریشی
------- یوسف قریشی
پرنٹر ------ محمد یونس
طابع ------ ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ----- 12/- روپے

چلوسک ملوسک اور دیوزاد ڈمبالو کو جب شہزادی گل بانو کے ملک میں رہتے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا تو ایک روز چلوسک ملوسک نے وہاں سے جانے اور کسی اور ملک کی سیر کرنے کا پروگرام بنایا۔ دیوزاد ڈمبالو آدم زادوں کی دنیا میں آکر بے حد خوش ہوا تھا۔ چلوسک ملوسک نے اس دوران اُسے پڑھانے کی بے حد کوشش کی مگر ڈمبالو کچھ ایسا احمق واقع ہوا تھا کہ اس کے ذہن میں کوئی بات ٹھہرتی ہی نہ تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ چلوسک ملوسک ڈمبالو کی ایک عادت سے بے حد تنگ تھے کہ وہ لباس بالکل نہ پہنتا تھا جب بھی چلوسک ملوسک ڈمبالو کو لباس پہناتے وہ

اسے پھاڑ کر پھینک دیتا۔ آخر تھک ہار کر وہ خاموش ہو گئے۔

بوساگا جزیرے میں تو ڈمباڈو کا ذہن خوب چلتا تھا مگر وہاں سے نکلنے کے بعد یوں لگتا تھا جیسے اس کی کھوپڑی میں عقل نام کی کوئی چیز ہی نہ ہو۔ البتہ وہ الٹی سیدھی حرکتیں کرکے اور سیر سپاٹے میں بہت خوش رہتا۔

جب چلوسک طوسک نے کسی اور ملک کی سیر کرنے کا پروگرام بنایا تو ڈمباڈو بے حد خوش ہوا۔ اسے نئی دنیا دیکھنے کا بے حد شوق تھا۔ چلوسک طوسک کو علم تھا کہ شہزادی گل بانو اور بادشاہ انہیں جانے کی اجازت نہیں دیں گے اس لئے انہوں نے چپکے سے وہاں سے جانے کا پروگرام بنایا اور پھر ایک اندھیری رات کو وہ اپنے کمروں سے نکلے اور دربانوں کی نظروں سے چھپتے چھپاتے محل کی دیوار پھاند کر باہر نکل آئے۔ یہاں انہوں نے تین گھوڑے چھپا کر باندھے ہوئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے گھوڑوں کو کھولا اور پھر چلوسک طوسک گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔

"کیا مجھے بھی اس کمزور سے جانور پر بیٹھنا پڑے گا؟" دیوزاد ڈمباڈو نے حقارت بھری نظروں سے تیسرے گھوڑے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے ڈمباڈو! جلدی سے گھوڑے پر بیٹھ جاؤ ہمیں فوراً یہاں سے چل دینا چاہیے۔ اگر بادشاہ کو ہمارے اس طرح جانے کی اطلاع ہو گئی تو پھر ہم نہیں جا سکیں گے۔" چلوسک نے تیز لہجے میں ڈمباڈو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر یہ کمزور سا جانور میرا بوجھ نہیں سہار سکے گا۔ میں تمہارے ساتھ پیدل جاؤں گا۔" ڈمباڈو نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے کیا دماغ خراب ہو گیا ہے؟ تمہارے جیسا ہاتھی بھلا گھوڑے کی رفتار کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ گھوڑا کافی طاقتور ہے تم بیٹھو تو سہی۔" چلوسک نے جھنجلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا! تم کہتے ہو تو بیٹھ جاتا ہوں۔" ڈمباڈو نے کہا اور پھر اچھل کر گھوڑے کی پشت پر سوار ہو گیا مگر جیسے ہی اس کا بوجھ گھوڑے پر پڑا۔ گھوڑے کے منہ سے غرغراہٹ کی آواز

گی اور پھر وہ دھپ سے زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ ڈمبالو کے وزن سے اس کی کمر ٹوٹ گئی تھی۔

"ارے مروا دیا۔ واقعی تمہارا وزن بے تحاشا ہے تمہارے لئے تو کوئی کرین ہونی چاہیئے۔" طوسک نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کرین۔ وہ کیا ہوتی ہے؟" ڈمبالو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے لئے یہ لفظ نیا تھا۔

"تمہاری ہی طرح کی ایک شے ہوتی ہے۔ مگر اب کیا کریں۔ مجھے تو سارا پروگرام ہی خراب ہوتا نظر آرہا ہے۔" چلوسک نے پریشان لہجے میں کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا اچانک انہیں دور سے سپاہیوں کا شور سنائی دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمارے فرار ہونے کی اطلاع بادشاہ کو مل گئی ہے۔ بھاگو جلدی کرو۔" چلوسک نے بے اختیار ہوکر کہا۔ اور پھر اس نے بے خیالی میں گھوڑے کو ایڑ لگا دی اور گھوڑا سرپٹ دوڑنے لگا۔ چلوسک کے گھوڑے کو

بھاگتا دیکھ کر طوسک کا گھوڑا بھی بھاگ پڑا اور ڈمبالو وہیں آنکھیں پھاڑے کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔

جب ان دونوں کے گھوڑے ڈمبالو کی نظروں سے غائب ہوگئے تو اچانک اُسے غصہ آگیا کہ وہ دونوں اسے چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔

"میں دیکھتا ہوں کہ وہ مجھے چھوڑ کر کہاں جاتے ہیں۔" ڈمبالو نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ بھی ان کے پیچھے بھاگنے لگا۔ اس کمرے سے جہاں وہ موجود تھا جیسے ہی اس نے قدم باہر رکھا اس نے اپنی رفتار تیز کردی تاکہ جلد وہ ان کے پاس پہنچ جائے۔ اور پھر دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جیسے ہی اس نے اپنی رفتار تیز کی، اس کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا اور دوسرے لمحے اس کے پیر زمین سے اکھڑ گئے اور وہ ہوا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ اب وہ باقاعدہ اڑ رہا تھا مگر اس کی یہ اڑان مختصر ہی رہی۔ چار پانچ زقند

کے بعد اس کے قدم دوبارہ زمین سے لگ
گئے مگر جیسے ہی اس کے قدم زمین سے
لگے اسے دوبارہ جھٹکا لگا اور وہ ایک بار
پھر ہوا میں بلند ہوگیا۔ اس بار اس نے
محل کے قریب کا فاصلہ طے کرلیا۔ اُسے
آج تک اس طرح دوڑنے کا اتفاق نہیں
ہوا تھا۔ وہ بگاسا کے جزیرے میں ہی
پلا بڑھا تھا اور اس چھوٹے سے جزیرے میں
اسے کبھی بھاگنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا اس
لئے اُسے اپنی اس حیرت انگیز خصوصیت کا اس
سے پہلے کبھی علم ہی نہ تھا اب وہ اپنے
آپ میں یہ حیرت انگیز خصوصیت دیکھ کر
بے حد خوش ہوا۔ ہر بار جب اس کے قدم
زمین سے لگتے۔ وہ پہلے سے زیادہ فاصلہ اڑ
کر طے کرلیتا۔ اس طرح تھوڑی ہی دیر میں
وہ شہر سے باہر آگیا۔ اور پھر چاندنی میں
اسے دور چلوسک طوسک کے گھوڑے سرپٹ
بھاگتے ہوئے دکھائی دیتے اور اس بار اس
کے قدم جب زمین پر لگے تو اس نے اپنے

جسم کو دانستہ زور سے جھٹکا دیا اور پھر
وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا چلوسک
طوسک کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ اور ان کے
گھوڑوں سے آگے جاکر اس کے قدم زمین
سے لگے اور وہ ایک بار پھر ہوا میں اڑنے
لگا۔ اب وہ آگے تھا اور چلوسک طوسک
گھوڑوں پر سوار اس کے پیچھے تھے۔
یوں تو گھوڑے بے حد تیز رفتاری سے دوڑ
رہے تھے مگر ڈمباٹو اور ان کے درمیان
فاصلہ لمحہ بہ لمحہ بڑھتا چلا جارہا تھا۔
"ارے یہ تو اپنا ڈمباٹو ہے۔ مگر یہ تو
اڑ رہا ہے"۔ جیسے ہی ڈمباٹو اڑتا ہوا ان کے
اوپر سے گزرا، طوسک نے حیرت زدہ لہجے میں
چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔
"ہاں! واقعی حیرت انگیز بات ہے۔ اور آخر
کیوں نہ ہو۔ وہ ایک دیو کا بیٹا ہے اور
دیو فضا میں اڑتے ہیں اور چونکہ اس کی ماں
آدم زاد تھی اس لئے یہ مسلسل نہیں اڑسکتا بلکہ

دیا۔

"چلو اچھا ہوا، ورنہ میرا تو یہی خیال تھا کہ اب ڈمباو سے کبھی ملاقات نہ ہوگی۔" ملوسک نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں! واقعی ہم سے غلطی ہوئی تھی کہ ہم اسے یوں چھوڑ کر بھاگ آئے تھے۔ یقیناً وہ ہم سے ناراض ہوگا۔" چلوسک نے بھی تاسف آمیز لہجے میں کہا۔

"بہرحال اب تو وہ نہ صرف آگیا ہے بلکہ ہم سے بھی آگے ہے۔" ملوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی طرح وہ تمام رات گھوڑے بھاگتے رہے اور ڈمباو مسلسل ان کے آگے آگے لمبی لمبی چھلانگیں مارتا ہوا بڑھتا رہا۔

انہوں نے جان بوجھ کر کوئی مخصوص راستہ استعمال نہیں کیا تھا بلکہ شہر سے باہر نکل کر گھوڑوں کو ان کی مرضی پر چھوڑ دیا تھا اس لئے انہیں قطعاً معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں اور اس وقت کس جگہ ہیں۔ گھوڑے

بے حد طاقتور اور جری تھے کہ تمام رات مسلسل بھاگنے کے باوجود ان کی رفتار ابھی تک کم نہیں ہوئی تھی مگر جیسے ہی صبح ہوئی گھوڑوں کی رفتار آہستہ ہوگئی وہ پسینے میں ڈوبے ہوئے تھے اور مسلسل بھاگنے کی وجہ سے مسلسل ہانپ رہے تھے۔ ان کے نتھنوں سے گرم پھنکاریں نکل رہی تھیں۔ پھر سورج جب ذرا سی بلندی پر آیا تو دونوں گھوڑے اچانک زمین پر گر گئے اور ان کے اچانک گرنے کی وجہ سے چلوسک ملوسک اچھل کر زمین پر آرہے مگر چونکہ گھوڑوں کی رفتار خاصی آہستہ ہوگئی تھی اس لئے انہیں زیادہ چوٹیں نہ آئیں اور وہ گرتے ہی پھرتی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ دونوں گھوڑے زمین پر گرتے ہی چند لمحوں کے لئے تڑپے اور پھر ان کا جسم ساکت ہوگیا۔ وہ ختم ہو چکے تھے۔

"اوہ! گھوڑے تو مر گئے۔" چلوسک ملوسک نے تاسف آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں! مسلسل دوڑنے کی وجہ سے آخر یہی ہونا تھا۔" چلوسک نے کہا اور وہ دونوں ڈمباو

کی طرف دیکھنے لگے جو ان سے کافی دور چلانگیں
لگاتا ہوا ابھی تک آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اب
وہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ چکا تھا۔ وہاں
پہنچ کر اس نے ایک لمحے کے لئے مڑ کر
ان کی طرف دیکھا اور پھر شاید اُسے احساس
ہوگیا کہ چلوسک، طوسک کے گھوڑے مرچکے ہیں
چنانچہ اس نے پھرتی سے اپنے جسم کو موڑا
اور پھر پہاڑی کی چوٹی سے چھلانگ لگادی اور
پھر وہ کسی پرندے کی طرح فضا میں اڑتا ہوا
ایک دھماکے سے ساتھ ان کے قریب آگرا! مگر
جیسے ہی اس کے قدم زمین سے لگے، وہ
بے اختیار آگے دوڑتا چلا گیا اس طرح وہ گرنے
سے بچ گیا۔ چند قدم دوڑ کر وہ رک گیا
اور پھر مڑ کر ان کے قریب آگیا۔

"کیوں دوستو! کیسا رہا؟ تم تو مجھے چھوڑ کر
آگئے تھے۔" ڈمبالو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! اس لئے کہ ہمیں معلوم تھا کہ تم
خودبخود ہمارے پاس پہنچ جاؤ گے۔" چلوسک نے
جواب دیا۔

"اچھا! تمہیں معلوم تھا۔ مگر کیسے؟ مجھے تو
خود معلوم نہیں تھا کہ میں اس طرح اڑ
سکتا ہوں۔" ڈمبالو کے چہرے پر حیرت کے آثار
ابھر آئے تھے۔

"تمہیں معلوم نہیں تھا مگر ہمیں معلوم تھا۔
اس لئے ہم مطمئن تھے۔" طوسک نے کہا۔

"کمال ہے! تمہیں پہلے ہی ہر چیز معلوم ہو
جاتی ہے۔ اچھا خیر! مگر ان گھوڑوں کو کیا
ہوا۔ کیا تمہارا وزن بھی میرے جتنا ہوگیا ہے؟"
ڈمباور نے گھوڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
کہا۔

"نہیں! بلکہ مسلسل دوڑنے کی وجہ سے مرگئے
ہیں۔" چلوسک نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"پھر اب کیا ارادہ ہے؟" ڈمبالو نے کچھ
سوچتے ہوئے کہا۔

"ارادہ نیک ہے۔ فی الحال تو میں آرام کرونگا
گھوڑے بیچارے شریف تھے کہ مرگئے مگر ہم
کچھ زیادہ ہی ڈھیٹ واقع ہوئے ہیں کہ اتنا

نے کہا اور پھر وہ چند قدم آگے بڑھ کر ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"ہاں! میں بھی بُری طرح تھک گیا ہوں اس لیے فی الحال آرام ہی ٹھیک ہے۔" چلوسک نے بھی ملوسک کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا! تم آرام کرو، میں ذرا گھوم پھر کر ادھر اُدھر کی سیر کرتا ہوں۔" ڈمبالو نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا اور پھر وہ چھلانگیں لگاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

چلوسک ملوسک چونکہ بے حد تھکے ہوئے تھے اس لیے زمین پر بیٹھتے ہی انہیں نیند آگئی اور چند لمحوں بعد ان کے خراٹوں کی آواز دور دور تک گونجنے لگی۔

ڈمبالو تیزی سے چھلانگیں لگاتا ہوا ان پہاڑیوں سے کافی دور نکل آیا۔ پھر جیسے ہی اس نے ایک پہاڑی پار کی اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوگئیں۔ سامنے دو پہاڑیوں کے درمیان ایک انتہائی خوبصورت باغ تھا۔ اتنا خوبصورت کہ ڈمبالو کبھی خواب میں بھی نہ سوچ سکتا تھا۔ اس باغ کے درمیان میں سفید رنگ کا ایک انتہائی خوبصورت اور عظیم الشان محل موجود تھا۔

"کمال ہے اتنا خوبصورت محل یہاں ویرانے میں کیا کر رہا ہے؟" ڈمبالو نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

وہ اب بھی آنکھیں پھاڑے محل کو یوں

دیکھ رہا تھا جیسے اس نے زندگی میں پہلی بار کوئی محل دیکھا ہو۔

"کیوں نہ اس محل کو اکھاڑ کر چلوسک ملوسک کے پاس لے چلوں۔ جب وہ جاگیں گے تو محل دیکھ کر کتنے خوش ہوں گے۔" اچانک ڈمبالو کے ذہن میں خیال ابھرا اور پھر اس نے فوراً ہی فیصلہ کرلیا کہ بس وہ اس محل کو اٹھا کر تحفے کے طور پر چلوسک ملوسک کو پیش کریگا۔

یہ فیصلہ کرکے وہ تیزی سے چلتا ہوا اس محل کی طرف بڑھا۔ محل میں زندگی کے آثار نظر نہیں آرہے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وہاں کوئی نہ بستا ہو اور محل ویران پڑا ہو۔

محل کا بڑا پھاٹک بند تھا۔ ڈمبالو نے پہلے تو محل کے چاروں طرف گھوم پھر کر دیکھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہاں سے زور لگا کر محل کو اکھاڑے۔ مگر اُسے کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آرہی تھی جہاں سے وہ محل کو پکڑ کر اکھاڑے۔

"کمال ہے محل بنانے والوں نے کوئی ایسی جگہ نہیں بنائی جہاں سے محل کو اکھاڑا جاسکتا ہو۔ اب

بھلا میرے بازو اتنے لمبے تو نہیں ہیں کہ پورے محل کے گرد انہیں لپیٹ کر اسے اکھاڑ لوں۔" ڈمبالو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اُسے محل بنانے والوں کی حماقت پر بُری طرح غصہ آرہا تھا۔

"اتنا خوبصورت محل بنانے والے اتنے احمق تو نہیں ہوسکتے۔ ہوسکتا ہے کہ محل کے اندر انہوں نے کوئی ایسی جگہ بنائی ہو۔" ڈمبالو نے سوچا اور پھر اس بات کا یقین آگیا کہ ضرور محل کے اندر ایسی جگہ موجود ہوگی۔ چنانچہ وہ تیزی سے محل کے بڑے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

محل کا بڑا سا پھاٹک اندر سے بند تھا ڈمبالو نے پھاٹک کو دونوں ہاتھوں سے دبایا مگر پھاٹک نہ کھُلا۔

"ہوں! انہوں نے جان بُوجھ کر یہ پھاٹک بند کیا ہے تاکہ میں اندر نہ جاسکوں اور محل کو نہ اکھاڑ سکوں۔" ڈمبالو نے کہا اور پھر وہ چند قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا اور پھر وہ تیزی سے بھاگتا ہوا آیا اور اس نے پوری قوت سے

پھاٹک کو ٹکر ماری۔ ایک زبردست دھماکہ ہوا اور مضبوط پھاٹک اکھڑ کر اندر جاگرا۔

"بس ایک ہی ٹکر میں کام ہوگیا۔ بڑا کمزور سا پھاٹک تھا" ڈمبالو نے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ محل کے اندر داخل ہوگیا۔

جیسے ہی ڈمبالو نے محل کے اندر قدم رکھا ایک زبردست دھماکہ ہوا اور ہر طرف نیلے رنگ کا دھواں سا چھاگیا۔ دھواں اتنا گاڑھا تھا کہ پورا محل اس دھوئیں میں چھپ گیا۔

"ارے یہ کیا ہوا؟ یہ دھواں کہاں سے آگیا؟" ڈمبالو نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھنے کی کوشش کی۔ مگر دھوئیں میں بھلا اسے کیا نظر آتا۔

"ضرور اس محل کا بادشاہ حقہ پی رہا ہوگا۔ تبھی اتنا دھواں اکٹھا ہوگیا ہے۔" ڈمبالو کو اچانک خیال آگیا۔ کیونکہ اس نے شہزادی گل بانو کے باپ بادشاہ کو حقہ پی کر دھواں اگلتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہ خیال آتے ہی اس نے چیخ کر کہا۔

"حقہ پینا بند کرو۔ دھواں زیادہ ہوگیا ہے۔ مجھے کچھ نظر نہیں آرہا۔"

ڈمبالو کی آواز کی گونج ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ اچانک دھواں غائب ہونے لگ گیا اور جب آہستہ آہستہ دھواں بالکل غائب ہوگیا تو ڈمبالو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ محل جہاں پہلے کوئی آدم زاد موجود نہ تھا۔ خوبصورت عورتوں اور لمبے تڑنگے دربان نما مردوں سے بھرا ہوا تھا باغ میں فوارے چل رہے تھے۔ ہر طرف بھینی بھینی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ محل میں خوب چہل پہل تھی۔

"ارے یہ لوگ کہاں سے آگئے؟ کیا حقے کے دھوئیں سے نکلے ہیں؟" ڈمبالو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور سوچتا اچانک محل کے سامنے والے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک انتہائی خوبصورت لڑکی جس نے سر پر سونے کا تاج پہنا ہوا تھا۔ ہاتھوں پر پھولوں کا ہار اٹھائے باہر نکلی اور پھر تیزی سے ڈمبالو کی طرف بڑھنے لگی۔ اسے دیکھتے ہی محل میں موجود تمام دربان اور کنیزیں مودب ہوکر کھڑی ہوگئیں۔ تاج والی لڑکی تیزی سے چلتی ہوئی ڈمبالو کے پاس پہنچی۔

اور پھر اس کے سامنے کھڑی ہو کر کہنے لگی۔
"خوش آمدید، خوش آمدید! تم نے ہمیں ایک ظالم جادوگر سے نجات دلا دی ہے۔ اپنا سر نیچے جھکاؤ میں تمہیں ہار پہناؤں۔" لڑکی کی آواز بے حد دلکش تھی۔

"سر نیچے جھکاؤں، کیوں جھکاؤں؛ میں تو اپنا سر نہیں جھکاتا۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ میں اپنا سر جھکاؤں۔ اور اگر فرض کیا میں سر جھکا بھی لوں تو پھر تم کہو گی اٹھاؤ نہیں یہ ناممکن ہے سی اور کو بیوقوف بناؤ۔" ڈمبالو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔
"میں تمہیں یہ ہار پہنانا چاہتی ہوں۔" لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ہار اور مجھے، تمہارا دماغ خراب ہے۔ بھلا ڈمبالو بھی ہار سکتا ہے۔ ڈمبالو کبھی نہیں ہار سکتا۔ میں تو یہ محل اکھاڑنے آیا ہوں۔ تم مجھے ہار پہنا رہی ہو۔ نہیں، میں نہیں ہار سکتا۔ میں کوئی احمق ہوں کہ خواہ مخواہ ہار جاؤں۔" ڈمبالو نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا اور لڑکی سمجھ گئی کہ وہ عقل سے

بالکل ہی پیدل ہے۔
"یہ ہار خوشی کا ہے۔ اس بات کی خوشی کا کہ تم نے ہمارے محل کو ایک ظالم جادوگر کے قبضے سے نجات دلائی ہے اور اگر تم نہیں پہننا چاہتے تو نہ پہنو۔ آؤ میرے ساتھ۔ تم ہمارے مہمان ہو۔ ہم تمہاری خدمت کریں گے۔ تمہیں خوش کریں گے۔ تمہیں اتنا انعام دیں گے کہ تم خوش ہو جاؤ گے" لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"انعام! نہیں نہیں مجھے کوئی انعام نہیں چاہیے مجھے تو یہ محل چاہیے۔ میں یہ محل چلوسک طو کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔" ڈمبالو نے جواب دیا۔
"چلوسک طوسک، وہ کون ہیں؟" لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
"میرے دوست ہیں۔ بڑے ہی اچھے دوست یہ خود گھوڑوں پر سوار ہو کر آگئے اور مجھے وہیں چھوڑ آئے۔ اس لئے میں اتنے اچھے دوستوں محل تحفے کے طور پر دینا چاہتا ہوں۔" ڈمبالو نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ اور اس کی بات سن کر لڑکی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

"خوب۔ بہت خوب! واقعی بہت اچھے دوست ہیں۔ اچھا آؤ! اندر چل کر بیٹھیں۔ میں تمہیں اجازت دے دونگی کہ تم یہ محل اٹھا کر لے جاؤ اور اپنے دوستوں کو دے دو"۔ لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ بات ہے تب ٹھیک ہے"۔ ڈمبالو نے جواب دیا اور اب وہ اس لڑکی کے ساتھ اندر جانے پر رضامند ہوگیا۔

"میرا نام شہزادی گلبدن ہے اور یہ محل میرا ہے۔ آج سے چار سال قبل ایک ظالم جادوگر چرکاہا نے مجھے دیکھ لیا تھا اور مجھ سے شادی کرنے کی درخواست کی جسے میں نے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اس نے مجھ سے انتقام لینے کی ٹھانی اور میرے محل پر جادو کردیا اور خود اپنے محل میں چلا گیا۔ اس کے جادو سے محل میں موجود تمام آدم زاد غائب ہوگئے۔ اس نے اس جادو کے ختم ہونے کی یہی شرط بتائی تھی کہ کوئی آدم زاد پھاٹک توڑ کر اندر داخل ہو تو اس کا جادو ختم ہو جائیگا"۔ شہزادی گلبدن نے اس کے

ساتھ چلتے ہوئے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"چلو اچھا ہوا جادوگر کا جادو ختم ہوگیا اور اب وہ صرف "مگر" رہ گیا"۔ ڈمبالو نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا اور شہزادی ایک بار پھر کھِل کھِلا کر ہنس پڑی۔

"تم انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز انسان ہو۔ میں نے تم جیسا حیرت انگیز اور طاقتور انسان پہلے کبھی نہیں دیکھا"۔ شہزادی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہی بات میں چلوسک طوسک سے کہتا رہتا ہوں، مگر وہ مانتے ہی نہیں۔ وہ مجھے احمق کہتے ہیں۔ کیا میں احمق ہوں؟" ڈمبالو نے جواب دیا۔

"ارے نہیں! کون کہتا ہے۔ تم تو بیحد عقلمند ہو"۔ شہزادی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اب وہ دونوں ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے تھے۔ شہزادی نے ڈمبالو کو ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود زور سے تالی بجائی۔ اس کے تالی بجاتے ہی ایک کنیز اندر داخل ہوئی۔

"شربت لے آؤ"۔ شہزادی نے تحکمانہ لہجے میں

لبا اور کنیز خاموشی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

"اس کرسی پر بیٹھوں! اس کمزور سی کرسی پر، نہیں یہ ٹوٹ جائے گی اور تم جانتی ہو کہ اگر میں نے ٹوٹی ہوئی کرسی والا محل چلوسک طوسک کو پیش کیا تو وہ مجھے پھر احمق کہیں گے۔" ڈمبالو نے جواب دیا۔

"ارے نہیں ٹوٹتی! بہت مضبوط کرسی ہے یہ۔ تم اطمینان سے بیٹھو۔" شہزادی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا تم کہتی ہو تو بیٹھ جاتا ہوں۔" ڈمبالو نے جواب دیا اور پھر آگے بڑھ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

مگر وہی ہوا جس کا خدشہ ڈمبالو نے ظاہر کیا تھا۔

شہزادی کو ڈمبالو کے بے پناہ وزن کا اندازہ نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھا ایک زبردست کڑاکے کے ساتھ کرسی ٹوٹ گئی اور ڈمبالو پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ اسی لمحے کنیز

ہاتھ میں شربت کا جگ اٹھائے اندر داخل ہوئی اس نے جب ڈمبالو کو اس طرح گرتے دیکھا تو وہ ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

"ارے ارے واقعی کرسی ٹوٹ گئی اور تم فرش پر گر گئے۔ مجھے بے حد افسوس ہے۔" شہزادی نے آگے بڑھ کر ڈمبالو کا ہاتھ پکڑ کر اُسے فرش سے اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا مگر ظاہر ہے کہ وہ نرم و نازک سی لڑکی ڈمبالو جیسے دیوزاد کو کیسے اٹھا سکتی تھی۔

"مروا دیا تم نے میرا تحفہ خراب کر دیا۔ اب میں کیا کروں۔ چلوسک طوسک ٹوٹی ہوئی کرسی والا محل تو نہیں لیں گے۔ وہ تو مجھے احمق کہیں گے"۔ ڈمبالو نے اٹھنے کی بجائے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے کرسی ٹوٹنے سے اُسے شدید نقصان پہنچا ہو۔ شہزادی اس دوران کنیز کو آنکھ کا اشارہ کر کے باہر بھیج چکی تھی۔

"افسوس افسوس! اب کیا ہوگا! اب میں کیا کروں

اب میں چلسک طوسک کو کیا جواب دونگا؟ اب تو وہ مجھے یقیناً احمق سمجھ لیں گے۔ کاش میں اس کرسی پر نہ بیٹھتا۔" ڈمبالو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا! کوئی بات نہیں۔ تم اس ٹوٹی ہوئی کرسی کی فکر نہ کرو۔ اس کی جگہ نئی کرسی منگوا لے گی۔" شہزادی گلبدن نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"ارے واقعی اگر ایسا ہو جائے تو یوں سمجھو کہ تم نے مجھ پر بڑا احسان کر دیا اور مجھے چلسک طوسک کی نظروں میں احمق بننے سے بچا لیا۔" ڈمبالو نے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اس میں احسان کی کوئی بات نہیں۔ احسان تو تم نے ہم پر کیا ہے کہ ہمارے محل پر اس جادوگر کا قبضہ ختم کر دیا ہے۔ کاش! مجھے کچھ اور وقت مل جاتا تو میں تمہارے اس احسان کا اچھی طرح بدلہ چکاتی مگر۔" شہزادی نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟ کیا تمہارے پاس وقت نہیں ہے؟"

"تم مجھ سے وقت لے لو۔ میرے پاس بہت سا وقت ہے۔" ڈمبالو نے اُسے رنجیدہ دیکھ کر بڑے خلوص سے پیش کش کر دی۔

"ہاں! تمہارے پاس یقیناً وقت ہوگا مگر میں اس وقت کا کیا کرونگی۔ میری زندگی اب صرف ایک ہفتے کی باقی رہ گئی ہے اور ایک ہفتے بعد مجھے مرنے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔" شہزادی گلبدن نے اسی طرح رنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو ٹپک پڑے تھے۔

"ارے ارے! تم رو رہی ہو۔ نہیں! تم اچھی لڑکی ہو۔ تم نے مجھے اپنا محل اکھاڑنے کی اجازت دے دی ہے اور اچھی لڑکیاں نہیں روتیں۔" اب ڈمبالو نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں! مجھے واقعی رونا نہیں چاہیئے۔ مجھے اپنی زندگی کا یہ ایک ہفتہ ہنسی خوشی گزارنا چاہیئے۔" شہزادی نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا اور پھر وہ شربت کے بھرے ہوئے اس جگ کی طرف بڑھ گئی جو کنیز رکھ گئی تھی۔ اس نے جگ میں

سے شربت گلاس میں ڈالا اور ڈمبالو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"لو یہ شربت پیو۔"

ڈمبالو نے خاموشی سے گلاس لیا اور ایک ہی بار اپنے حلق میں انڈیل لیا۔ پھر گلاس زمین پر رکھتے ہوئے اس نے شہزادی گلبدن سے مخاطب ہوکر کہا۔

"مجھے ایک بات سمجھ میں نہیں آرہی کہ تم ایک ہفتے کیوں زندہ رہوگی؟"

"تمہارا کیا مطلب ہے کہ میں ابھی مرجاؤں۔" شہزادی نے مسکراتے ہوئے کہا وہ بخوبی سمجھ گئی تھی کہ ڈمبالو کیا کہنا چاہتا ہے مگر حماقت کی وجہ سے کچھ اور کہہ گیا ہے۔

"ارے نہیں! میرا مطلب تھا کہ ایک ہفتے بعد کیوں زندہ نہیں رہوگی؟ اگر اس محل کے جانے کی وجہ سے زندہ نہیں رہوگی تو چلو میں یہ محل نہیں اکھاڑتا۔ میں چلوسک طلوسک کو کوئی اور تحفہ دے دونگا۔" ڈمبالو نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے خلوص کا شکریہ! مگر میری موت محل کی وجہ سے نہیں ہوگی بلکہ اس ظالم جادوگر کی وجہ سے ہوگی۔" شہزادی نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تم بار بار اس جادوگر کو ظالم کہہ رہی ہو۔ کیا وہ مجھ سے بھی زیادہ ظالم ہے؟ میں اتنا ظالم ہوں کہ ایک ہی ٹکر میں تمہارے پورے محل کو توڑ سکتا ہوں۔" ڈمبالو نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم ظالم کے معنی غلط سمجھ رہے ہو ظالم کا مطلب طاقتور نہیں ہوتا بلکہ ظالم اُسے کہتے ہیں جو دوسروں کو تنگ کرے۔ اب دیکھو میں نے اس جادوگر کا کیا بگاڑا تھا کہ اس نے مجھے محل میں قید کردیا اور پھر یہ بھی کہہ دیا کہ جب اس محل پر سے اس کا جادو ختم ہو جائے گا تو اس کے ہفتے بعد میں مر جاؤں گی۔" شہزادی نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"مگر کیوں مرجاؤگی؟ یہی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی۔ کہیں میں واقعی احمق تو نہیں

ہوں" ڈمبالو نے اپنے گنجے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ بات نہیں۔ تم بہت معصوم اور سادہ دل انسان ہو۔ اس جادوگر کا جادو مجھے مار ڈالے گا کیونکہ میں نے اس سے شادی نہیں کی تھی"۔ شہزادی گلبدن نے جواب دیا۔

"اوہ تو پھر مرتی کیوں ہو؟ اس سے شادی کرلو کیا خیال ہے؟ اگر کہو تو میں جاکر جادوگر سے کہہ دوں کہ تم اس سے شادی پر تیار ہو"۔ ڈمبالو نے اپنے طور پر مسئلے کا بہترین حل بتایا تھا۔

"نہیں نہیں! وہ انتہائی بدصورت اور ظالم ہے مجھے مرجانا قبول ہے مگر میں اس سے شادی نہیں کرونگی۔ ہرگز نہیں۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے" شہزادی نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"آخری کیوں؟ اس کے بعد بھی فیصلہ کرلینا تمہیں کون روک سکتا ہے۔ اچھا چلو۔ اگر تم اس سے شادی پر تیار نہیں ہو تو نہ کرو مگر تم مرو نہیں۔ تم ایک اچھی لڑکی ہو۔ کیونکہ تم مجھے

اپنا محل دے رہی ہو۔ اور اچھی لڑکیوں کو مرنا نہیں چاہیے" ڈمبالو نے سر ہلاتے ہوئے کہا

"مگر مجھے مرنا پڑے گا۔ صرف اسی صورت میں زندہ رہ سکتی ہوں کہ مجھ سے پہلے وہ جادوگر مرجائے۔ اور ایسا ہونا ناممکن ہے"۔ شہزادی نے جواب دیا۔

"ارے ہاں! واقعی یہی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ معاف کرنا شہزادی! میں بالکل احمق نہیں ہوں۔ بس تھوڑا سا ہوں۔ مگر چلوبک نوسک مجھے بالکل احمق سمجھتے ہیں۔ اچھا خیر! یہ بتاؤ کہ جادوگر کہاں ہے۔ میں ابھی جاکر اس کا گلا گھونٹ دیتا ہوں۔ میرا وعدہ رہا کہ میں اسے ضرور مار ڈالوں گا"۔ ڈمبالو نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے خلوص کا شکریہ! مگر وہ جادوگر بے حد طاقتور ہے۔ تم طاقتور ضرور ہو مگر تم اس جادوگر کا مقابلہ نہیں کرسکتے"۔ شہزادی گلبدن نے جواب دیا۔

"یہ بات ہے۔ تم مجھے غصہ دلا رہی ہو۔ اب

تو میں ضرور اس جادوگر کا خاتمہ کرونگا چاہے
کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ کہاں ہے وہ جادوگر؟
نکالو اسے باہر" ڈمبالو نے غصے کے مارے اچھل
کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ جادوگر اپنے محل میں ہے۔ جہاں تک
مجھے معلوم ہے اس کا محل یہاں سے کافی
دور ایک سیاہ رنگ کی پہاڑی کے دوسری طرف
ہے مگر اس نے ہر طرف جادوگر کر رکھا ہے
کوئی بھی شخص وہاں داخل ہوتا ہے تو اس
کے ہاتھوں ہلاک ہو جاتا ہے"۔ شہزادی گلبدن
نے جواب دیا۔

"کوئی بات نہیں۔ میں اس میں داخل ہی نہیں
ہونگا بلکہ جادوگر کو باہر بلا کر اس کا گلا گھونٹ
دونگا۔ یہ تو ٹھیک ہے"۔ ڈمبالو نے بڑے سادہ
سے لہجے میں کہا اور شہزادی بھلا کیا جواب دیتی
مسکرا کر خاموش ہوگئی۔

ڈمبالو چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ اور پھر اچانک
چونک کر کہنے لگا۔

"ارے مجھے تو خیال ہی نہیں رہا۔ چلوسک ملوسک

اب تک جاگ گئے ہونگے اور مجھے تلاش کر
رہے ہوں گے"۔

"تم نے اپنا نام نہیں بتایا اور نہ ہی یہ
بتایا ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو اور اتنے
عجیب وغریب کیوں ہو؟ اور یہ چلوسک ملوسک کون
ہیں؟ کیا یہ بھی تمہاری طرح کے ہیں"؟ شہزادی
نے اچانک چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میرا نام ڈمبالو ہے۔ میں بوساگا کے جزیرے
میں رہتا تھا کہ چلوسک ملوسک ایک لڑکی کو
بچا کر وہاں پہنچ گئے اور پھر میں ان کا دوست
بن گیا"۔ ڈمبالو نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اب چلوسک ملوسک کہاں ہیں"؟ شہزادی نے
پوچھا۔

"یہاں سے تھوڑی دور ایک درخت کے نیچے
سوئے پڑے ہوں گے۔ میں ابھی جا کر انہیں یہاں
لے آتا ہوں۔ پھر اطمینان سے بیٹھ کر باتیں
کریں گے"۔ ڈمبالو نے کہا اور پھر شہزادی کی
بات سننے بغیر لمبے لمبے قدم اٹھاتا محل سے باہر
نکلتا چلا گیا۔

چلوسک ملوسک کو سوتے ہوئے کافی دیر گزر
چکی تھی کیونکہ جب وہ سوئے تھے تو صبح تھی
مگر اب جبکہ ان کی آنکھ کھلی تھی تو سورج سر
پر آچکا تھا۔ پہلے چلوسک اٹھا تھا اور اس کے
تھوڑی دیر بعد ملوسک نے بھی آنکھیں کھول دی
تھیں۔

"ارے ہمیں سوتے ہوئے کافی دیر گزر گئی ہے
سورج سر پر آگیا ہے"۔ چلوسک نے حیرت سے
آنکھیں ملتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ہم تھکے ہوئے بھی بہت تھے"۔ چلوسک
نے انگڑائی لیتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ ڈمبالو نظر نہیں آرہا۔ کہاں چلا گیا"۔ ملوسک

کو اچانک ڈمبالو کا خیال آگیا۔

"آجائے گا۔ کہیں گھومتا پھر رہا ہوگا"۔ چلوسک
نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

اسی لمحے انہیں دور سے ڈمبالو لمبی لمبی چھلانگیں
لگاتا ہوا آتا نظر آیا۔

"وہ آرہا ہے ڈمبالو"۔ ملوسک نے کہا اور پھر
چلوسک بھی ادھر دیکھنے لگا۔

چند لمحوں میں ہی ڈمبالو ان کے قریب
پہنچ گیا۔

"چلوسک ملوسک! کمال ہوگیا۔ اتنا خوبصورت محل میں
تمہیں تحفہ میں دے رہا تھا مگر اس کی کرسی
ٹوٹ گئی۔ کیا تم ٹوٹی ہوئی کرسی والا محل قبول
کر لوگے"؟ ڈمبالو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور وہ دونوں یوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے جیسے
انہیں ڈمبالو کے پاگل ہوجانے کا یقین ہوگیا ہو۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو ڈمبالو؟ کیسا محل؟
کیا تم پاگل تو نہیں ہوگئے"؟ چلوسک نے کہا۔

"ارے پہلے تم مجھے احمق کہتے تھے اب پاگل بھی
کہنے لگ گئے ہو۔ اچھے دوست ہو۔ میں شہزادی گلبدن

سے تمہاری شکایت ضرور کرونگا"۔ ڈمبالو نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے! ابھی تو معاملہ صرف محل تک تھا اب یہ شہزادی گلبدن کہاں سے آٹپکی؟ مجھے افسوس ہے چلوسک! ہمارا دوست ڈمبالو واقعی پاگل ہوگیا ہے"۔ طوسک نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"ہاں! اب مجھے بھی یقین ہوگیا ہے"۔ مگر کیا کریں ہمارا دوست ہے۔ اس لئے ساتھ تو نبھانا ہی پڑے گا"۔ چلوسک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہوں تو تم مجھے پاگل کہہ رہے ہو۔ میری بات کا یقین نہیں کر رہے۔ یقیناً تم میری اس بات کا بھی یقین نہیں کروگے کہ میں نے شہزادی گلبدن سے وعدہ کیا ہے کہ میں ظالم جادوگر کا گلا گھونٹ دونگا"۔ ڈمبالو نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"تو اب ظالم جادوگر بھی آگیا"۔ چلوسک نے طوسک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! اب واقعی شک کی کوئی گنجائش نہیں رہی"۔ طوسک نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ میں تمہیں دکھاتا ہوں اور اب

میں تمہیں محل بھی تحفے کے طور پر نہ دونگا"۔ ڈمبالو نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے ڈمبالو نے جھپٹ کر ایک ہاتھ سے چلوسک کی گردن پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے طوسک کی۔

"ارے ارے! یہ کیا کر رہے ہو"؟ ان دونوں نے تڑپ کر کہا۔

مگر ڈمبالو نے ان دونوں کو یوں اٹھالیا جیسے بچے کھلونے اٹھاتے ہیں اور پھر وہ انہیں لئے ہوئے لمبی لمبی چھلانگیں مارتا واپس اس پہاڑی کی طرف دوڑنے لگا جہاں شہزادی گلبدن کا محل موجود تھا۔

"ارے میرا دم گھٹا جارہا ہے۔ چھوڑ دو مجھے"۔ چلوسک نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔ واقعی ڈمبالو کی گرفت اتنی سخت تھی کہ اس کا دم گھٹا جارہا ہے مگر ڈمبالو کو جوش میں اس بات کا خیال ہی نہیں آیا تھا۔ ادھر طوسک کا بھی برا حال تھا اس کے حلق سے تو آواز ہی نہیں نکل رہی تھی۔

پھر طوسک کا ہاتھ اس کی جیب میں رینگ گیا وہ شاید اپنی گردن چھڑانے کے لئے ڈمبالو پر پستول کا فائر کرکے اس کے خاتمے کا فیصلہ کرچکا تھا۔ مگر

اس سے پہلے کہ اس کا پستول جیب سے باہر آتا۔ ڈمبالو اس پہاڑی پر پہنچ گیا جس کے دامن میں شہزادی گلبدن کا محل تھا۔

"لو اب دیکھو! کیا میں پاگل ہوں؟ وہ دیکھو شہزادی گلبدن کا محل جسے میں اکھاڑ کر تمہیں تحفے کے طور پیش کرنا چاہتا تھا۔" ڈمبالو نے انہیں زمین پر کھڑا کرکے ان کی گردنوں سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں چند لمحوں تک تو اپنی گردنیں مسلتے رہے۔ جب ان کو کچھ ہوش آیا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ واقعی سامنے ایک سفید رنگ کا خوبصورت محل موجود تھا۔

"ارے واقعی یہ تو بہت خوبصورت محل ہے۔" ملوسک نے سب سے پہلے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! واقعی ڈمبالو سچ کہہ رہا تھا ہم خوامخواہ ہی اسے پاگل کہہ رہے تھے۔" چلوسک نے بھی شرمندہ لہجے میں کہا۔

"چلو شکر ہے اب تو تم نے یقین کرلیا کہ

میں پاگل نہیں ہوں۔" ڈمبالو نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"مگر تم نے تو ہمارا خاتمہ ہی کردیا تھا اتنی زور سے گردنیں دبائی تھیں کہ ہمارا دم گھٹ گیا تھا۔" چلوسک نے ایک بار پھر اپنی گردن مسلتے ہوئے کہا۔

"اوہ! واقعی مجھے تو خیال ہی نہیں رہا۔ اچھا آئندہ خیال رکھوں گا اس بار معاف کردو۔" ڈمبالو نے باقاعدہ ان کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر شرمندگی کے آثار تھے۔

"ارے بھلا اس میں ہاتھ جوڑنے کی کیا بات ہے۔ ہم نے تمہیں پاگل کہا اور ہمیں اس کی سزا مل گئی مگر یہ بتاؤ کہ یہ محل کس کا ہے؟" چلوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شہزادی گلبدن کا۔ بڑی اچھی لڑکی ہے مگر وہ ایک ہفتے بعد مرجائے گی۔" ڈمبالو نے جواب دیا۔

"ہفتے بعد مرجائے گی، کیا مطلب؟" ڈمبالو کی بات نے دونوں کو چونکا دیا تھا۔ اور پھر ڈمبالو

ے محل میں داخلے سے لیکر واپسی تک کے تمام حالات بتا دیئے۔

"پھر تو وہ واقعی مظلوم ہے ہمیں اس کی مدد کرنی چاہیئے۔" چلوسک نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ضرور ہمیں ہفتے کے اندر اندر اس جادوگر کا خاتمہ کردینا چاہیئے۔ مگر پہلے ہم شہزادی گلبدن سے تو مل لیں۔" طوسک نے کہا۔

"ہاں آؤ۔" چلوسک نے کہا اور پھر وہ تینوں اس محل کی طرف چل پڑے۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس کی دیواروں پر سیاہ رنگ کیا گیا تھا اس لئے کمرہ بیحد تاریک تھا البتہ کمرے کی چھت پر ایک روزن تھا جس میں سے روشنی اندر آرہی تھی۔ کمرے کے درمیان میں ایک بہت بڑا اور انتہائی ہیبتناک بت موجود تھا۔ یہ بت بھی سیاہ رنگ کا تھا اور اس کی شکل وصورت تو انسانوں جیسی تھی مگر اس کے منہ سے سرخ رنگ کی تین زبانیں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ اس کے ہاتھ میں تلوار پکڑی ہوئی تھی اور دوسرے ہاتھ میں ایک انسانی کھوپڑی تھی۔ یہ تلوار اور کھوپڑی بھی پتھر کی بنی ہوئی تھیں۔

اس بت کے سامنے ایک چھوٹے سے قد کا آدمی سر جھکائے ہاتھ جوڑے بیٹھا تھا اس کے جسم پر سرخ رنگ کا ڈھیلا سا لبادہ تھا۔

"جادوگر دیوتا! میں نے اپنا چلّہ پورا کر لیا ہے مجھے اور طاقتیں بخش دو"۔ چھوٹے قد والے نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں چوکابا جادوگر! تم نے ہماری بےحد خدمت کی ہے اور ہم پر چالیس انسانوں کی بھینٹ چڑھائی ہے۔ ہم تم سے بےحد خوش ہیں۔ مانگو کیا مانگتے ہو"۔ اس بت کے حلق سے خوفناک آواز نکلی اور اس کی تینوں زبانیں تیزی سے حرکت کرنے لگیں۔

"جادوگر دیوتا! مجھے اس دنیا کا سب سے بڑا جادوگر بنا دو۔ اتنا بڑا کہ کوئی بھی میرا مقابلہ نہ کر سکے"۔ چوکابا جادوگر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہم نے تمہاری درخواست منظور کر لی ہے مگر ایک شرط ہے۔ جب بھی تم نے کسی انسان پر رحم کھایا تمہاری تمام طاقتیں ختم ہو جائیں گی"۔ خوفناک

دیوتا نے جواب دیا۔

"مجھے یہ شرط منظور ہے۔ میں کسی انسان پر کبھی رحم نہیں کھاؤں گا"۔ چوکابا جادوگر نے فوراً ہی وعدہ کرتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے خوفناک بت کا وہ ہاتھ حرکت میں آیا جس میں انسانی کھوپڑی تھی۔ جب کھوپڑی چوکابا جادوگر کے سر پر آگئی تو اس میں سے اچانک خون کے قطرے نکل کر چوکابا جادوگر پر پڑے اور پھر ہاتھ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔

"جاؤ چوکابا جادوگر۔ آج سے تم دنیا کے سب سے بڑے جادوگر ہو۔ تمہارا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا"۔ بت نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی زبانیں حرکت کرنے سے رک گئیں۔

"شکریہ میرے آقا! چوکابا جادوگر نے جواب دیا اور پھر وہ بت کے سامنے سجدے میں گر پڑا۔ چند لمحوں تک سجدہ کرنے کے بعد وہ اٹھا اور مڑ کر کمرے سے باہر نکل کر وہ ایک برآمدے میں آیا اور پھر اسے پار کرکے وہ ایک اور کمرے میں گھس گیا۔ یہ چوکابا جادوگر کا خاص کمرہ

تھا۔ خوشی کے مارے اس کی باچھیں کھلی ہوئی تھیں۔

کمرے میں پہنچتے ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے اور پھر دوسرے لمحے وہ چیخ چیخ کر کہنے لگا۔

"میں عظیم جادوگر ہوں۔ دنیا کا سب سے بڑا جادوگر۔ میرا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا۔ عظیم چوکابا جادوگر۔"

مگر دوسرے لمحے کمرے میں موجود شیشے کا بنا ہوا بڑا سا گولہ یکدم روشن ہوگیا اور کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونجنے لگی۔

"ارے" چوکابا جادوگر نے یکدم ہاتھ نیچے گراتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

"یہ کیسے ہوگیا۔ شہزادی گلبدن کے محل پر میرا قبضہ کس نے ختم کردیا"؟ چوکابا جادوگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے دونوں ہاتھ گولے پر پھیرے۔ اس کے ہاتھ پھیرتے ہی گولے پر سفید محل کا منظر ابھر آیا۔ اس نے دیکھا کہ محل کے درمیان میں ایک قوی ہیکل دیوزاد انسان کھڑا تھا اور شہزادی اس کے سامنے ہار اٹھائے

کھڑی تھی۔

"یہ کون ہے؟ بہت طاقتور معلوم ہوتا ہے"۔ چوکابا جادوگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس نے ایک بار پھر دونوں ہاتھ گولے پر پھیرے اور گولہ تاریک ہوگیا۔

گولے کے تاریک ہوتے ہی چوکابا جادوگر چند لمحے سوچتا رہا کہ وہ ایک بار پھر سفید محل پر جادو کردے مگر پھر اس نے اپنا یہ خیال بدل دیا۔ اس نے سوچا کہ اب وہ عظیم جادوگر ہوگیا ہے۔ اس لئے اسے ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے پھر اسے یہ بھی معلوم تھا کہ محل پر قبضہ ختم ہوتے ہی شہزادی گلبدن ایک ہفتے بعد مر جائے گی اس لئے اب بھلا اُسے کیا پرواہ۔ وہ دراصل اپنے عظیم جادوگر ہونے کی خوشی میں زبردست جشن منانا چاہتا تھا۔ اتنا بڑا جشن کہ آج تک کسی جادوگر نے نہ منایا ہو۔

چنانچہ شہزادی کا خیال جھٹک کر وہ جشن کا پروگرام سوچنے لگا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے جشن میں اپنے تمام دوستوں کو بلائے گا۔ چوکابا جادوگر

کی دوستی انسانوں سے نہیں بلکہ دیوؤں سے تھی
وہ خود بھی ان دیوؤں سے ملنے کے لئے پرستان
جاتا رہتا تھا اور اس کے دوست دیو بھی
اس کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ تقریباً
بیس کے قریب دیو اس کے گہرے دوست تھے
اس لئے اس نے ان بیس دیوؤں کو جشن
میں مدعو کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر اس نے منہ
ہی منہ میں ایک منتر پڑھا۔

منتر پڑھتے ہی کمرے کا فرش پھٹا اور ایک
چھوٹی سی نیلے رنگ کی چڑیا باہر نکل آئی۔

"حکم میرے آقا!" چڑیا نے کمرے میں اڑتے
ہوئے باریک سی آواز میں کہا۔

"نیلی چڑیا! میرے پرستان کے تمام دوستوں کو میرا
پیغام دے دو کہ میں پرسوں یہاں ایک زبردست
جشن منانے والا ہوں۔ چنانچہ وہ سب اس جشن
میں شرکت کرنے ضرور آئیں۔" جادوگر نے چڑیا کو
حکم دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی میرے آقا۔" چڑیا
نے جواب دیا اور پھر اڑتی ہوئی کمرے سے باہر

نکل گئی۔ چڑیا کے جاتے ہی جادوگر نے ایک اور
منتر پڑھا۔ دوسرے لمحے کمرے سے باہر پھڑپھڑاہٹ
کی آواز سنائی دی اور پھر ایک کافی بڑا مور
اچھلتا ہوا کمرے میں آگیا۔

"حکم میرے آقا!" مور نے سر جھکاتے ہوئے
پوچھا۔

"سنو! میں پرسوں جشن منا رہا ہوں۔ میں
چاہتا ہوں کہ جشن کے دوران کسی قسم کی
مداخلت نہ ہو۔ اس لئے تم تمام موروں کو
چوکنا کر دو کہ جشن کے روز جو بھی ہماری سرحد
میں داخل ہو۔ اسے پنجرے میں بند کر کے رکھ
دیا جائے۔ میرے سامنے پیش نہ کیا جائے اور
جشن کے بعد ان کو میرے سامنے پیش کیا
جائے۔" جادوگر نے کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی میرے آقا۔"
مور نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کمرے سے
باہر نکل گیا۔ مور کے جانے کے بعد جادوگر جشن کی
تیاریوں میں مصروف ہوگیا۔ وہ اس جشن کو یادگار
بنانا چاہتا تھا۔

"جیسے ہی چلوسک ملوسک اور ڈمبالو محل میں داخل ہوئے۔ شہزادی گلبدن نے باہر آکر ان کا استقبال کیا اور تعارف کے فرائض ظاہر ہے ڈمبالو نے ادا کرنے تھے۔ چنانچہ اس نے شہزادی گلبدن کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"چلوسک ملوسک! یہ شہزادی گلبدن ہے۔ جو بڑی نیک لڑکی ہے اس نے مجھے محل اکھاڑنے کی اجازت دے دی ہے اور میں اسے منع کرتا رہا مگر یہ مجھ سے کرسی تڑوا بیٹھی اور ہاں یہ ایک ہفتے بعد مر جائے گی مگر جادوگر سے شادی نہیں کرے گی۔ کیوں شہزادی! میں ٹھیک کہہ رہا ہوں"؟ ڈمبالو نے بڑے سادہ سے لہجے

میں شہزادی کا تفصیلی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ٹھیک ہے اس ظالم اور بدصورت جادوگر سے شادی کرنے سے مرجانا زیادہ بہتر ہے"۔ شہزادی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر تمہیں مرنے پر ہی ضد ہے تو تمہاری مرضی۔ بہرحال یہ میرے دوست ہیں۔ اس بڑے کا نام چلوسک اور چھوٹے کا ملوسک ہے یہ دونوں مجھے احمق کہتے ہیں۔ شہزادی! تم ہی بتاؤ، میں احمق ہوں"۔ ڈمبالو نے بڑے معصوم سے لہجے میں شہزادی سے مخاطب ہوکر کہا اور شہزادی کے ساتھ ساتھ چلوسک ملوسک بھی ہنس پڑے۔

"شہزادی گلبدن! اس کا تعارف میں کرادوں۔ یہ بھلا معصوم سا دوست ڈمبالو ہے جس کی کھوپڑی تو بہت بڑی ہے مگر اس میں ـــــ" ملوسک نے ہنستے ہوئے فقرہ نامکمل چھوڑ دیا اور چلوسک اور شہزادی بے اختیار مسکرا دیئے۔

"تم نے اپنا فقرہ مکمل نہیں کیا۔ میری کھوپڑی میں کیا ہے"؟ ڈمبالو نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"کچھ ہو تو فقرہ مکمل کروں"۔ ملوسک نے کہا۔

اور پھر ان کے قہقہوں سے ماحول گونج اٹھا

"آپ سب بے حد دلچسپ اور شریف لوگ ہیں۔ آیئے اندر چل کر بیٹھیں"۔ شہزادی اپنی موت بھول کر بیحد خوش نظر آرہی تھی۔

چلوسک ملوسک بڑی حیرت بھری نظروں سے محل کو دیکھ رہے تھے۔ محل واقعی بیحد خوبصورت تھا۔ ایسا خوبصورت محل تو شہزادی گل بانو کا بھی نہیں تھا اور نہ ہی شہزادی خوبرو نسا کا۔

"آپ کا محل بے حد خوبصورت ہے۔ بہت ہی خوبصورت"۔ چلوسک نے کمرے میں جاکر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اس بار ڈمبالو نے کرسی پر بیٹھنے کی حماقت نہیں کی بلکہ وہ بڑے اطمینان سے آلتی پالتی مار کر فرش پر بیٹھ گیا۔

"آپ کی تعریف کا شکریہ! مگر یہ خوبصورتی مجھے راس نہیں آئی"۔ شہزادی کی آنکھوں میں غم کے سائے لہرانے لگے۔

"ہاں شہزادی! ہمیں ڈمبالو نے بتایا تھا کہ کوئی جادوگر آپ کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور اب آپ نے بھی کچھ اشارہ کیا ہے۔ ہمیں سب باتیں تفصیل سے بتائیں۔ ہم اس ظالم جادوگر کا خاتمہ اپنی جان دے کر بھی کرنے سے دریغ نہیں کریں گے"۔ چلوسک نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے کافی دور سیاہ پہاڑی کے پیچھے ایک طاقتور اور ظالم جادوگر چوکابا رہتا ہے۔ ایک روز میں اپنی کنیزوں کے ساتھ محل کے باغ میں بیٹھی تھی کہ وہ جادوگر اڑتا ہوا اوپر سے گزرا۔ اس کی نظر جب مجھ پر پڑی تو وہ نیچے اتر آیا اور اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں ڈر کے مارے چیخنے لگی چنانچہ ہمارے دربان وہاں آگئے مگر وہ جادوگر تھا اس نے ہمارے تمام دربانوں کو مجسموں میں تبدیل کر دیا۔ شور سنکر میرے والد بادشاہ سلامت جو اس وقت حیات تھے وہاں خود آگئے۔ انہوں نے جب اس جادوگر کو میرا ہاتھ پکڑے دیکھا تو غیرت کے مارے پاگل سے ہوگئے انہوں نے اپنی تلوار نکالی اور جادوگر پر چل پڑے مگر جادوگر نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا اور میرے والد کے جسم میں آگ لگ گئی اور

میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ جل کر راکھ ہوگئے
میں صدمے سے بیہوش ہوگئی۔ جب مجھے ہوش
آیا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ میں
مجسمے میں بدل چکی تھی۔ اسی وقت جادوگر کی
آواز مجھے سنائی دی۔ کہ چونکہ وہ جادوگر دیوتا کے
ایک مقدس مشن پر جارہا ہے اس لئے اُسے قتل
نہیں کرنا چاہیئے تھا مگر جلدی میں اس کے
ہاتھوں بادشاہ قتل ہوگیا اس لئے جادوگر دیوتا ناراض
ہوگیا ہے چنانچہ وہ تمہارے ساتھ زبردستی شادی نہ
کرسکا۔ البتہ انتقام کے طور پر اس نے تمہارے
محل پر جادو کردیا ہے۔ تم اب اس وقت تک
مجسموں کی صورت میں رہوگے جب تک کوئی انسان
پھاٹک توڑ کر محل کے اندر داخل نہ ہو جائے۔
ایسی صورت میں محل پر جادو ختم ہو جائے گا
مگر اس جادو کے خاتمے کے ایک ہفتے بعد تم
مرجاؤ گی۔ چنانچہ چار سال تک ہم مجسموں کی صورت
میں رہے۔ پھر ڈمبالو نے جادوگر کا جادو ختم کردیا
اور ہم اصل صورت میں آگئے۔ مگر اب اس کے
کہنے کے مطابق ایک ہفتے بعد میں مرجاؤں گی۔ یہ

ہے تمام کہانی"۔ شہزادی نے غمزدہ لہجے میں
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"تم فکر نہ کرو شہزادی! ہم تمہاری بجائے اس
جادوگر کا ہی خاتمہ کردیں گے۔ نجانے اس نے
تم جیسی کتنی لڑکیوں کو اپنے ظلم کا نشانہ بنا
رکھا ہوگا"۔ چلوسک نے مضبوط لہجے میں کہا۔
"نہیں نہیں! تم ابھی کم عمر ہو۔ وہ بے حد ظالم
اور طاقتور جادوگر ہے۔ تم میری خاطر موت کے
منہ میں نہ جاؤ۔ میرے ساتھ جو ہوگا وہ میری
قسمت"۔ شہزادی نے انہیں روکتے ہوئے کہا۔
"نہیں شہزادی! یہ ہمارا فرض ہے اور تم
دیکھو گی کہ ہم اس جادوگر کا کیا حشر کرتے ہیں
ہماری کم عمری پر نہ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے
ساتھ ہے"۔ طوسک نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"اور میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گا۔ یہ بات
بھی کرو"۔ ڈمبالو جو اب تک خاموش بیٹھا تھا
اچانک بول پڑا۔
"ہاں تم بھی ہمارے ساتھ ہوگے"۔ ان دونوں
نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈمبالو خوشی سے اچھلنے

لگا۔ پھر شہزادی نے انہیں روکنے کی بیحد کوشش کی مگر انہوں نے شہزادی کی ایک بات نہ مانی اور محل سے نکل کر سیاہ پہاڑی کی طرف چل پڑے۔

"سیاہ پہاڑی تو یہاں سے کافی دور ہوگی اگر ہم پیدل چلتے رہے تو یقیناً ایک ہفتہ سفر میں ہی گذر جائے گا اور شہزادی ہلاک ہو جائے گی۔" چلوسک نے محل سے باہر آتے ہی کہا۔

"اگر کہو تو جس طرح درخت سے اٹھا کر تمہیں محل تک لے آیا تھا اسی طرح یہاں سے اٹھا کر سیاہ پہاڑی تک لے چلوں"۔ ڈمبالو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں بابا! پہلے ہی ہم مرتے مرتے بچے ہیں اس بار تو فاصلہ زیادہ ہے" ملوسک نے فوراً ہی ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

"ایسا کرو ڈمبالو کہ ہم دونوں تمہارے کاندھوں پر سوار ہو جاتے ہیں اور تم حتی الامکان جتنی تیزی سے ہو سکے ہمیں سیاہ پہاڑی تک پہنچا دو"۔ چلوسک نے تجویز پیش کی اور اس کی اس تجویز پر سب

رضامند ہو گئے۔

چنانچہ وہ دونوں ڈمبالو کے کندھوں پر سوار ہو گئے اور ڈمبالو نے بھاگ کر لمبی لمبی چھلانگیں لگانا شروع کر دیں۔ آہستہ آہستہ اس کی چھلانگ زیادہ سے زیادہ طویل ہوتی چلی گئی۔

ڈمبالو اور چلوسک ملوسک تمام دن سفر کرتے رہے اور رات کو انہوں نے آرام کیا۔ اس طرح تیسرے روز صبح کو انہوں نے دور سے سیاہ رنگ کی پہاڑی کو دیکھ ہی لیا۔

"میرے خیال میں یہی وہ سیاہ رنگ کی پہاڑی ہے جس کے پیچھے جادوگر کا علاقہ ہے" چلوسک نے کہا۔

"ہاں! معلوم تو یہی ہوتا ہے"۔ ملوسک نے جواب دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ سیاہ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ پہاڑی کے دامن میں ایک وسیع سبزہ زار تھا جس میں ہر طرف انتہائی خوبصورت اور بڑے بڑے مور اڑتے پھر رہے تھے۔ جسامت میں بڑے ہونے کے باوجود موروں کے اڑنے کی رفتار انتہائی تیز تھی اور پھر

اس وسیع سبزہ زار کے درمیان میں سیاہ رنگ کے پتھروں سے بنا ہوا ایک عظیم الشان محل تھا۔

" میرے خیال میں یہی جادوگر کا محل ہے۔" چلوسک نے جو ڈمبالو کے کندھے سے نیچے اتر آیا تھا بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" خیال کیا، یہی محل ہے۔ سیاہ پہاڑی کے پیچھے محل جادوگر کا ہی ہوسکتا ہے مگر یہاں اتنے سارے مور کیوں ہیں؟" طوسک نے جواب دیا۔

" ہوسکتا ہے یہ بھی جادو کے مور ہوں۔" چلوسک نے کہا۔

" چلو ٹھیک ہے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ تین دن گذر چکے ہیں اور شہزادی کی موت میں صرف چار روز باقی رہ گئے ہیں۔ ہمیں فوراً اپنا کام شروع کر دینا چاہیے۔" طوسک نے جواب دیا۔

" ٹھہرو! شہزادی نے مجھے بتایا تھا کہ جو اس علاقے میں داخل ہوتا ہے جادوگر کے ہاتھوں ہلاک ہوجاتا ہے اس لئے کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ میں جادوگر کو باہر بلا لوں اور پھر اس کا گلا گھونٹ دیا جائے کیا خیال ہے؟" ڈمبالو نے کہا۔

" ہاں ضرور۔ جادوگر بیچارہ سیدھا سادہ معصوم سا آدمی ہوگا جو تمہارے بلانے پر باہر آجائے گا اور پھر بڑے اطمینان سے تمہیں اس بات کی اجازت دے دیگا کہ تم اس کا گلا گھونٹ دو"۔ طوسک نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیا اور ڈمبالو بُرا سا منہ بناکر خاموش ہوگیا۔

چلوسک طوسک دونوں نے جیبوں سے پستول نکالے اور پھر اللہ کا نام لیکر وہ پہاڑی سے اتر کر وادی میں داخل ہوگئے۔ ڈمبالو البتہ وہیں کھڑا رہا۔ وہ شاید کچھ اور سوچ رہا تھا۔

پہاڑی سے اتر کر جیسے ہی چلوسک طوسک نے اس سبزہ زار میں قدم رکھا۔ وہ دونوں اچانک حیرت سے اچھل پڑے۔ ان دونوں کے گرد اچانک موٹی موٹی سلاخوں کے پنجرے سے بن گئے اور ان پنجروں کا کوئی دروازہ نہ تھا اور وہ دونوں ہی ان پنجروں میں قید ہوگئے۔

چلوسک نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستول کا رخ پنجروں کی سلاخوں کی طرف کیا اور وہ ٹریگر دبانا ہی چاہتا تھا کہ اچانک اس کے ہاتھ کو زبردست

جھٹکا لگا اور اس کے ہاتھ سے پستول نکل کر پنجرے کی درز سے باہر نکل گیا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کا پستول ہوا میں اڑتا ہوا سیاہ محل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہی حشر طوسک کے پستول کے ساتھ ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دونوں کے پستول سیاہ محل میں جا کر غائب ہو گئے۔

اب وہ دونوں بے بسی کے عالم میں ان پنجروں میں پھنسے رہ گئے۔ پھر دو مور آگے بڑھے اور انہوں نے پنجروں پر اپنی گردنیں جھکائیں اور پنجروں کے کنڈے خود بخود ان کی گردنوں میں فٹ ہو گئے مورں نے گردنیں اونچی کیں اور اب وہ دونوں پنجروں میں پھنسے ہوئے موروں کی گردنوں سے لٹک رہے تھے۔ موروں نے پنجرے اٹھا کر اڑنا شروع کر دیا۔ ان کا رخ سیاہ محل کی طرف تھا۔

چلوسک طوسک نے مڑ کر دیکھا تو ڈمبالو بدستور پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا تھا۔ اتنی دور سے بھی اس کے چہرے پر موجود حیرت کے تاثرات صاف نظر آرہے تھے۔

مور پنجروں کو لئے ہوئے سیاہ محل میں داخل ہو گئے اور دونوں مور ایک بہت بڑے کمرے کے دروازے پر رک گئے۔ ان کے رکتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا اور مور کمرے کے اندر داخل ہو گئے۔ انہوں نے کمرے کے ایک کونے میں جا کر پنجرے زمین پر رکھے۔ جیسے ہی پنجرے زمین سے لگے اس کے کنڈے موروں کی گردنوں سے علیحدہ ہو گئے اور مور تیزی سے دوڑتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے اور ان کے باہر جاتے ہی کمرے کا کھلا دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

چلوسک طوسک پنجروں میں قید کمرے میں اکیلے رہ گئے۔

"اچھا تماشہ بنا ہمارے ساتھ"۔ چلوسک نے کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی طوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"حیرت انگیز بات ہے کہ ہمیں یہاں قید کر دیا گیا ہے جبکہ میرا خیال تھا کہ ہمیں اس جادوگر کے سامنے لے جایا جائے گا"۔ طوسک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہمارے پستول بھی چلے گئے۔ اب ہم کیا کریں؟" چلوسک نے پریشان لہجے میں کہا۔

"سوائے صبر کے اور ہم کر بھی کیا سکتے ہیں؟" طلوسک نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو! شاید ڈمبالو کوئی کام دکھائے۔" چلوسک نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کہا۔

"اس بیچارے نے کیا کام دکھانا ہے ابھی وہ پہاڑی پر کھڑا تھا اس لیے بچ گیا۔ جیسے ہی وہ سبزہ زار میں قدم رکھے گا پنجرے میں بند ہوکر یہاں پہنچ جائیگا۔" طلوسک نے مایوسانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال دیکھو کیا ہوتا ہے۔" چلوسک نے جواب دیا اور خاموش ہو رہا۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چلوسک نے کسی خیال کے تحت پنجرے کی سلاخوں پر زور آزمائی کی کوشش کی مگر پنجرے کی سلاخیں اتنی مضبوط تھیں کہ شدید ترین کوشش کے باوجود وہ سلاخ کو ذرا سا بھی خم نہ دے سکا۔ آخر تھک ہار کر خاموش ہوگیا۔

طلوسک پنجرے میں خاموش بیٹھا تھا اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ آخر اس مشکل سے کیسے نکلا جائے۔ وہ سوچتا رہا۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا اور وہ چونک کر سیدھا ہوگیا۔

"چلوسک!" اس نے چلوسک نے مخاطب ہوکر کہا

"ہوں"۔ چلوسک نے ہنکارا بھرا۔

"اگر ہم پنجروں سے باہر نہیں نکل سکتے تو کیا ہوا۔ ہم اپنی ٹانگیں تو باہر نکال سکتے ہیں ہم پنجروں سمیت کمرے سے باہر نکلنے کی کوشش کریں۔ شاید باہر نکل کر کچھ ہو جائے۔" طلوسک نے کہا۔

"ہاں ایسا ہو تو سکتا ہے۔ سلاخوں کے درمیان اتنا فاصلہ ضرور ہے کہ ہم اپنی ٹانگیں باہر نکال سکیں"۔ چلوسک نے کہا اور پھر ان دونوں نے بیک وقت سلاخوں سے ٹانگیں باہر نکالیں اور پھر وہ پنجروں سمیت گھسٹتے گھسٹتے کمرے کے دروازے تک پہنچ گئے۔

کمرے کا دروازہ باہر سے بند تھا اس لیے

کوشش [illegible] باوجود وہ دروازے کو نہ کھول سکے اور خون کے گھونٹ پی کر خاموش ہوگئے۔ ظاہر ہے کہ سوائے خاموشی کے اور وہ کر بھی کیا سکتے تھے۔

جس وقت چلوسک طوسک پنجروں میں قید ہوئے اس وقت سیاہ محل میں چوکابا جادوگر کے عظیم بن جانے کی خوشی میں جشن برپا تھا۔ جشن میں چوکابا جادوگر کے بارہ دیو بھی شریک تھے۔ وہ سب اس وقت خوبصورت لڑکیوں کا رقص دیکھنے اور شراب پینے میں مصروف تھے۔

چوکابا جادوگر سونے اور جواہرات سے بنے ہوئے ایک انتہائی خوبصورت تخت پر کسی بادشاہ کی طرح انتہائی شان و شوکت سے بیٹھا ہوا تھا اور اس کے دوست دیو دونوں اطراف میں رکھی ہوئی بڑی بڑی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ درمیان میں دس کے قریب انتہائی خوبصورت لڑکیاں ناچ رہی تھیں۔ ہر

[illegible] بڑی بڑی میزوں پر شراب کے بڑے بڑے گھڑے رکھے ہوئے تھے۔ اور دیو بے تحاشا شراب پینے میں مصروف تھے۔ چوکابا جادوگر سمیت تمام دیو بدمستی کے عالم میں قہقہے لگا رہے تھے۔

اسی لمحے ایک مور اڑتا ہوا ہال کے دروازے پہنچا اور پھر وہ سر جھکا کر ہال میں داخل ہوگیا۔ مور کے اندر آتے ہی چوکابا جادوگر نے ہاتھ اٹھا کر رقص رکوا دیا۔

"کیا بات ہے کیوں آئے ہو؟ تم دیکھ نہیں رہے کہ ہم جشن منا رہے ہیں۔" چوکابا جادوگر نے بڑے تلخ لہجے میں مور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سردار! آپ کے لئے ایک اہم خبر ہے۔ ابھی ابھی دو بچے اور ایک دیوہیکل انسان سیاہ پہاڑی پر نمودار ہوئے ہیں۔ دونوں بچے تو ہماری سرحد میں آگئے اور انہیں آپ کے حکم کے مطابق پنجروں میں بند کر کے زندان میں پہنچا دیا گیا ہے البتہ وہ دیوہیکل انسان ابھی تک سیاہ پہاڑی پر موجود ہے۔" مور نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ بہت خوب! بہت اچھی خبر ہے۔ میرے دوست انسانی گوشت کھا کر جشن میں زیادہ لطف محسوس کریں گے۔ آؤ دوستو دیکھیں ہمارا شکار کیسا ہے۔" چوکابا جادوگر نے مسرت سے تالی بجاتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب اٹھ کر ہال سے باہر نکل آئے۔ ان کے آگے آگے مور چل رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب محل سے باہر نکل کر سبزہ زار میں آگئے اور پھر انہیں دور سے سیاہ پہاڑی پر کھڑا ہوا ڈمبالو نظر آگیا۔ وہ ابھی تک سیاہ پہاڑی پر کھڑا تھا۔

"بہت موٹا تازہ شکار ہے یہ تو۔" تمام دیو ڈمبالو کو دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑے۔

"میرا خیال ہے کہ پہلے اسے شکار کر لیا جائے بعد میں ان قیدی بچوں کو بھی کھا لیا جائے گا۔" چوکابا جادوگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں! یہ ٹھیک ہے۔" تمام دیوؤں نے چوکابا جادوگر کی تجویز کی تائید کی۔

"تو دوستو! پھر آگے بڑھو اور خود ہی اسے پکڑ کر شکار کر لو۔ میں نے تمہاری سہولت کے

لئے سبزہ زار سے اپنا جادو ہٹا لیا ہے۔ اب اگر یہ سبزہ زار میں آ بھی گیا تو پنجرے میں قید نہیں ہوگا"۔ چوکابا جادوگر نے کہا۔

"بہت خوب! پھر تو اور بھی اچھا ہے"۔ سب دیوؤں نے بدمستی کے عالم میں اچھلتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے سیاہ پہاڑی کی طرف بڑھنے لگے۔ چوکابا جادوگر وہیں کھڑا رہا۔ وہ اس دلچسپ منظر سے محظوظ ہونا چاہتا تھا۔ اور اُسے خوشی اس بات کی ہو رہی تھی کہ جشن میں ان آدم زادوں کی آمد سے [illegible] دوبالا ہو گیا ہے اور اس کے مہمان خوب خوش ہوں گے۔

جب بارہ دیو اکٹھے ہو کر سیاہ پہاڑی کی طرف بڑھے تو چوکابا جادوگر نے دیکھا کہ سیاہ پہاڑی پر کھڑا دیوہیکل انسان تیزی سے نیچے اترنے لگا۔

"لو شکار خود ہی آ رہا ہے"۔ چوکابا جادوگر نے چیخ کر اپنے دوستوں سے کہا۔ اور دوستوں نے مسکرا کر اس کی طرف ہاتھ ہلائے۔ جیسے انہیں بھی اس بات پر خوشی ہوئی ہو کہ زیادہ جدوجہد نہیں کرنی پڑے گی۔

ڈمبالو سیاہ پہاڑی پر کھڑا چلوسک ملوسک کو دیکھتا رہا۔ وہ پہاڑی پر اس لئے کھڑا تھا کہ [illegible] ناک میں وہاں دیوؤں کی موجودگی کی بو آ رہی تھی۔ اس کا باپ بھی چونکہ دیو تھا اس لئے یہ بُو صرف وہی سونگھ رہا تھا اور اس کی چھٹی حس اُسے بتا رہی تھی کہ چلوسک ملوسک جیسے ہی سبزہ زار میں داخل ہوں گے مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ اس لئے وہ وہیں کھڑا رہا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ تینوں بیک وقت پھنس جائیں اس نے یہ سوچا تھا کہ اگر وہ دونوں پھنس گئے تو وہ انہیں بچانے کی کوشش کریگا۔

اور پھر اس کا خیال درست ثابت ہوا۔ اس

نے دیکھا کہ جیسے ہی چلوسک ملوسک نے سبزوزنب
میں قدم رکھا۔ ان کے گرد پنجرے بن گئے اور
اس مے ان کے پستول ان کے ہاتھوں سے نکل
کر سیاہ محل کی طرف اڑکر جاتے دیکھے۔ پھر دیکھتے
ہی دیکھتے دو موڑوں نے پنجرے اپنی گردنوں میں
لٹکائے اور خاصی تیز رفتاری سے اڑتے ہوئے
سیاہ محل میں چلے گئے۔

"ہوں! اس کا مطلب ہے کہ یہ موڑ جادو
کے ہیں۔ پہلے ان موڑوں کو ختم کرنا چاہیئے پھر
آگے بڑھنا چاہیئے۔" ڈمبالو نے سوچا۔ اور ابھی وہ
موڑوں کے خاتمے کی ترکیبیں سوچ ہی رہا تھا کہ
اس نے سیاہ محل میں سے بارہ دیوؤں اور ایک
چھوٹے قد کے انسان کو باہر نکلتے دیکھا اس چھوٹے
قد والے نے بڑا شاہانہ لباس پہن رکھا تھا۔

"ارے یہ میرے بھائی کہاں سے آگئے، اب
ٹھیک ہے۔ میں ان سے کہہ کر اس جادوگر کا
خاتمہ کر دونگا۔" ڈمبالو نے دل ہی دل میں خوش
ہوتے ہوئے کہا۔

چونکہ وہ خود دیو کا بیٹا تھا اس لئے اس

بارہ دیوؤں کو اپنے بھائی ہی سمجھا تھا۔ چنانچہ
جب دیو اس کی طرف بڑھے تو وہ ان سے
ملنے کے لئے خود بھی پہاڑی سے نیچے اترنے
لگا۔ چند لمحوں میں ڈمبالو اور بارہ دیو آمنے سامنے
کھڑے تھے۔

"آؤ میرے بھائیو! تم پرستان چھوڑ کر یہاں کیسے
آگئے"؟ ڈمبالو نے آگے بڑھکر ان میں سے ایک
کے ساتھ ہاتھ ملانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ہم تمہارے بھائی کہاں سے ہوگئے۔ ہم دیو
ہیں تم آدم زاد۔۔ ہم تو تمہارا شکار کرنے آئے ہیں۔" ان
میں سے ایک دیو نے قدرے سخت لہجے میں
کہا۔

"تو کیا تم میرے بھائی نہیں بنتے؟ نہیں
بنتے تو نہ بنو۔ میں کوئی زبردستی کرتا ہوں۔" ڈمبالو
نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے
پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا یا کرتا، اچانک ایک دیو
اس پر جھپٹ پڑا اور اس نے اسے دونوں
ہاتھوں میں اٹھاکر زمین پر پٹخنے کی کوشش کی
باقی دیو اس لئے خاموش رہے کہ اس نے پہلے

حملہ کیا ہے تو شکار پر پہلا حق اُسی کا ہے۔"
جیسے ہی دیو ڈمبالو پر جھپٹا۔ ڈمبالو "ارے ارے"
کرتا ہوا دو قدم پیچھے ہٹ گیا اور دیو تیزی کی
وجہ سے اس کے قدموں پر جا گرا۔

"ارے کیا کر رہے ہو۔ میرے پیر کیوں پکڑ رہے
ہو؟ بھائی بننا چاہتے ہو تو گلے مل لو۔" ڈمبالو نے
پیچھے ہٹتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس
کی اس بات پر باقی دیو بے اختیار ہنس پڑے۔

ڈمبالو کے قدموں میں گرنے والا دیو ایک
جھٹکے سے کھڑا ہوگیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت
سے غضبناک ہوگیا تھا۔ اس نے مڑ کر اپنے ساتھیوں
سے کہا۔

"کوئی اس وقت تک مداخلت نہ کرے جب تک
میں اس کی ایک ایک بوٹی نہ علیحدہ کر دوں۔" دیو
نے بڑے غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا اور اس
کی بات سُن کر باقی تمام دیو دو دو قدم پیچھے ہٹ گئے

"ارے تم قصائی ہو مگر تمہارے پاس چھری تو
ہے نہیں۔ بوٹی کیسے علیحدہ کرو گے؟" ڈمبالو ابھی تک
حیرت زدہ تھا۔

اسی لمحے دیو تیزی سے آگے بڑھا اور پھر
اس نے ڈمبالو کے پیٹ پر ٹکر مارنے کی
کوشش کی تھی۔ اب تو ڈمبالو کو بھی غصہ
آگیا۔ چنانچہ جیسے ہی دیو کا سر اس کے پیٹ
کے قریب آیا۔ ڈمبالو نے اس کے دائیں بائیں
کو پھیلے ہوئے سینگوں کو دونوں ہاتھوں سے
پکڑا اور پھر جیسے ہی اس نے اپنے دونوں
ہاتھوں کو جھٹکا دیا وہ دیو سینگوں کے بل
اٹھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ڈمبالو تیزی
سے نیچے بیٹھ گیا اور دیو کا جسم اس کے
سر پر سے ہوتا ہوا دوسری طرف زمین پر جا گرا۔
اس کے گرتے ہی ڈمبالو تیزی سے اٹھ کھڑا
ہوا۔ ادھر دیو بھی غصے میں ڈکراتا ہوا اٹھا۔
غصے اور شرمندگی کے باعث اس کا چہرہ بُری
طرح مسخ ہوگیا تھا۔

"کیا حال ہے قصائی صاحب! اب بھی موقع
ہے بھائی بن جاؤ"۔ ڈمبالو نے بڑے اطمینان سے
اُسے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایسی کی تیسی بھائی کی"۔ دیو نے غصے سے

گرجتے ہوئے کہا اور پھر آگے جھک کر ڈمبالو کی
گردن کو دونوں ہاتھوں سے پکڑنے کی کوشش کی۔
"اچھا یہ بات ہے تو ایسے ہی سہی"۔ ڈمبالو
کو بھی غصہ آگیا۔ اور اس نے بڑی پھرتی سے
دیو کے بڑھتے ہوئے ایک بازو سے پکڑا اور زور
سے جھٹکا دیا اور دیو اپنے ہی زور میں زمین
پر منہ کے بل گر پڑا۔ اور پھر اس سے
پہلے کہ وہ اٹھتا، ڈمبالو نے جھک کر اپنے
دونوں ہاتھ اس کی گردن پر جمائے اور پھر اسے
یوں اٹھالیا جیسے وہ ایک چھوٹا سا بچہ ہو۔
دیو نے تیزی سے اپنا رخ الٹ کر اپنی
گردن پر موجود ڈمبالو کے ہاتھوں سے نجات حاصل
کرنی چاہی۔ ڈمبالو نے ایک لمحے کے لیے ہاتھ
ڈھیلے کئے اور دوسرے لمحے پھر گرفت مضبوط
کردی۔ دیو کا رخ مڑ جانے سے اب وہ
آمنے سامنے کھڑے تھے۔ ڈمبالو کے ہاتھ دیو کی
گردن پر مضبوطی سے جمے ہوئے تھے۔
دیو نے بھی جواب میں پھرتی سے ڈمبالو
کی گردن پکڑنے کے لئے ہاتھ اٹھائے مگر اس

سے پہلے کہ اس کے ہاتھ ڈمبالو کی گردن
تک پہنچتے، ڈمبالو نے پوری قوت سے ایک
زور دار جھٹکا دیا اور دیو کی زبان باہر نکل آئی
اس کی آنکھیں پھیل گئیں اور اس کے اٹھے
ہوئے ہاتھ ہوا میں ہی لہرا کر رہ گئے۔
"نہیں بھائی بنتے تو نہ بنو"۔ ڈمبالو نے دانت
پیستے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے اپنے
ہاتھوں کو ایک زور دار جھٹکا دیا اور دیو کے
منہ سے ایک کربناک چیخ نکل گئی۔ اس کے
ساتھ ہی ایک کڑاکا ہوا اور دیو کی گردن کی
ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کا جسم ڈھیلا پڑگیا اور ڈمبالو
نے جھٹکا دیکر اسے دور پھینک دیا۔ دیو زمین پر
گر کر چند لمحے تڑپتا رہا۔ پھر ساکت ہوگیا۔
باقی دیو حیرت سے بت بنے یہ تماشا دیکھتے
رہ گئے۔ وہ کبھی خواب میں بھی نہ سوچ سکتے
تھے کہ ایک آدمزاد اتنا طاقتور ہوسکتا ہے کہ
دیو کا گلا گھونٹ کر اسے مار ڈالے۔ مگر حقیقت
ان کے سامنے تھی۔
"اب تم بولو! تمہارا کیا ارادہ ہے"؟ ڈمبالو نے

سامنے کھڑے ہوئے گیارہ دیوؤں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انتقام، انتقام۔" تمام دیوؤں کے منہ سے بیک وقت نکلا اور پھر وہ سب اکٹھے ہی ڈمبالو پر حملہ آور ہو گئے۔ ان کا خیال تھا کہ ڈمبالو گیارہ دیوؤں کے بیک وقت حملے سے نہ بچ سکے گا۔ مگر ڈمبالو کے جسم میں تو بجلی سی بھر گئی تھی جیسے ہی گیارہ دیوؤں نے اس پر حملہ کیا وہ تیزی سے اچھلا اور پھر اس کی بھرپور لات ایک دیو کے سینے پر پڑی اور وہ ڈکراتا ہوا زمین پر جا گرا اور اس کے منہ سے خون کا فوارہ سا نکل پڑا۔

ڈمبالو لات مار کر بجلی کی سی تیزی سے سیدھا ہوا اور پھر ایک دیو کا بازو اس کے ہاتھ میں آگیا۔ اس نے پوری قوت سے اسے جھٹکا دیا اور دیو کا بازو کندھے سے اکھڑتا چلا گیا اس کے منہ سے نکلنے والی ہیبتناک چیخ سے پورا ماحول گونج اٹھا۔ اور یہی چیخ ڈمبالو کے حق میں فائدہ مند ثابت ہوئی۔ کیونکہ باقی نو دیو جو

ڈمبالو کے قریب پہنچ گئے تھے یکدم ٹھٹھک کر رک گئے اور ڈمبالو نے اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے ایک دیو کی دونوں ٹانگیں پکڑیں اور پھر اسے پوری قوت سے فضا میں گھمانا شروع کر دیا۔ اس دیو کے اچانک چکر کھانے سے چار پانچ دیو اس کی زد میں آگئے اور وہ دھکا کھا کر اڑ کر دور جا گرے۔ ڈمبالو نے دو تین بار دیو کو ہوا میں گھمایا پھر پوری قوت سے اسے زمین سے ٹکرا دیا۔ ایک خوفناک دھماکا ہوا اور دیو کی کھوپڑی پاش پاش ہو گئی اس کا بھیجہ کھوپڑی سے نکل کر دور دور تک پھیل گیا۔

"ہونہہ! نہیں بچتے بھائی تو نہ بچو۔" ڈمبالو نے حقارت آمیز لہجے میں کہا اور پھر ایک دیو کی طرف جھپٹا جو زمین پر گرنے کے بعد اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ڈمبالو اس کے قریب جاتے ہی اچانک فضا میں اچھلا اور پھر اس کے دونوں پاؤں پوری قوت سے اٹھتے ہوئے دیو کے سینے پر پڑے اور دیو کے حلق سے کان پھاڑ چیخ نکلی۔ ڈمبالو کا وزن

اتنا تھا کہ اس کے دونوں پیر دیو کے سینے
کی ہڈیاں توڑتے ہوئے اندر گھستے چلے گئے اور
دیو بے چارہ تڑپ بھی نہ سکا۔

البتہ اس سے یہ ہوا کہ ڈمبالو الجھ کر
منہ کے بل زمین پر گر گیا اور یہ موقعہ باقی دیوؤں
کے لئے غنیمت تھا چنانچہ وہ سب اکٹھے ہی
اس پر پل پڑے اور اس بار بظاہر یہی محسوس
ہوتا تھا کہ ڈمبالو ان کے قابو میں آ گیا تھا۔
ایک دیو نے اس کی ٹانگیں پکڑی ہوئی تھیں
دو دیو اس کی گردن ناپنے کی فکر میں تھے
جبکہ باقی اس کے پیٹ پر زور دار مکے برسا
رہے تھے۔

ڈمبالو نے پھرتی سے اپنے دونوں ہاتھ فضا
میں لہرائے اور پھر دو دیوؤں کی گردنیں اس کی
بغلوں میں پھنس گئیں۔ ڈمبالو نے وہیں پڑے پڑے
اپنے دونوں بازوؤں کو زور سے بھینچا اور ایک
ہی جھٹکے میں ان دونوں کی گردنیں توڑ دیں۔ پھر
اس نے اپنی دونوں ٹانگوں کو اس انداز سے
حرکت دی جیسے وہ سائیکل چلا رہا ہو اور اس

کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی دونوں ٹانگیں دیو
کے ہاتھوں سے نکل گئیں۔ جیسے ہی اس کی
دونوں ٹانگیں آزاد ہوئیں۔ ڈمبالو نے بڑی پھرتی
سے لات دیو کے منہ پر ماری۔ لات اتنے زور
کی پڑی کہ دیو کی ناک پچک گئی اور وہ
پشت کے بل زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔

اب ڈمبالو ان دیوؤں کی طرف متوجہ ہوا جو
اس کی گردن پر پورا زور لگائے ہوئے تھے۔ اس
نے دونوں ہاتھوں سے ان دیوؤں کے بازو پکڑے
اور پھر اس نے ایک چیخ مار کر زور سے اپنے
ہاتھوں کو جھٹکا دیا اور نہ صرف اس کی گردن
آزاد ہو گئی بلکہ دونوں دیوؤں کا ایک ایک بازو
درمیان سے ٹوٹتا چلا گیا اور ان کی چیخوں سے
آسمان گونج اٹھا۔

اب ڈمبالو پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اب
صورتحال یہ تھی کہ سات دیو ہلاک ہو چکے تھے
جبکہ ایک کی ناک پچکی ہوئی تھی اور وہ زمین
پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ دو دیو بازو تڑوا کر ناکارہ
ہو چکے تھے۔ صرف دو دیو باقی صحیح سلامت رہ گئے

تھے۔ پھر جیسے ہی ڈمبالو اٹھا ان میں سے ایک دیو نے پوری قوت سے بھاگ کر ڈمبالو کے سینے پر ٹکر ماری۔ اس دیو کے سینگ نیزوں کی طرح سیدھے تھے اس لئے اس کی ٹکر سے ڈمبالو کو یوں محسوس ہوا جیسے دو نیزے اس کے جسم میں گھستے چلے گئے ہوں۔ ڈمبالو اس بار اچھل کر پشت کے بل زمین پر جاگرا تھا مگر نیچے گرتے ہی وہ یوں اچھل کر کھڑا ہوگیا جیسے اس کے قدم سپرنگوں پر پڑے ہوں۔ اور اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ دونوں سینگوں کے زخم اتنی تیزی سے غائب ہوچکے تھے جیسے کبھی زخم ہوئے ہی نہ ہوں اور نہ ہی ان زخموں سے خون نکلا تھا۔ وہ حسب سابق صحیح سلامت کھڑا تھا۔

جس دیو نے ڈمبالو کے سینے پر ٹکر ماری تھی وہ خود بھی منہ کے بل زمین پر گرا تھا مگر اس نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھکر اپنے آپ کو گرنے سے بچالیا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا، ڈمبالو بجلی کی سی تیزی سے حرکت

میں آیا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن پکڑ کر پوری قوت سے آگے مروڑ دیا اور کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی دیو کی گردن ٹوٹ کر لٹکتی چلی گئی۔

جب ڈمبالو سیدھا ہوا تو اس نے دیکھا کہ بازو تڑوانے والے دیو اور وہ دیو جس کی ناک پچک گئی تھی اور وہ دیو جو ابھی تک صحیح سلامت بچ گیا تھا۔ ہوا میں اڑتے ہوئے سمندر کی طرف بڑھے چلے جارہے تھے وہ اپنے ساتھیوں کا حشر دیکھکر ڈمبالو سے خوفزدہ ہوگئے تھے اور اب انہیں فرار ہونے میں ہی عافیت نظر آئی تھی۔

"بھاگ گئے بزدل کہیں کے۔ بھائی بن جاتے تو اس طرح بھاگنا تو نہ پڑتا"۔ ڈمبالو نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

اب وہ سبزہ زار میں اکیلا کھڑا تھا اور اس کے اردگرد دیوؤں کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ اور سبزہ زار کے دوسرے کونے پر چوکاہا جادوگر حیرت سے بُت بنا کھڑا تھا۔ اس کی سمجھ میں

نہ آرہا تھا کہ یہ کس قسم کا انسان ہے جس نے خالی ہاتھ اتنے دیووں کو ہلاک کر دیا۔

"اب تمہارا کیا خیال ہے بونے؟ کیا تم بھی جائی بننے سے انکار کرو گے؟" ڈمبالو نے چوکابا جادوگر کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے بڑے اطمینان سے [illegible]

"خبردار! وہیں رک جاؤ، میں عظیم جادوگر چوکابا ہوں۔ میں تمہیں مکھی بنا کر اپنی دونوں انگلیوں میں مسل دوں گا"۔ ڈمبالو کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر چوکابا جادوگر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ مگر ڈمبالو بھلا کہاں رکتا تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

"اب کیا کریں"؟ ملوسک نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھہرو، مجھے کچھ سوچنے دو" چلوسک نے کہا اور ملوسک خاموش ہو گیا۔

چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اچانک چلوسک چونک پڑا۔ اس نے ایک نظر ملوسک کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی جیسے اسے کوئی نادر ترکیب سوجھ گئی ہو۔ چلوسک نے اپنے دونوں ہاتھ باہر نکالے اور پھر ملوسک کے پنجرے کی سلاخیں پکڑ لیں۔

"تم بھی اسی طرح میرے پنجرے کی سلاخیں پکڑ لو اور پھر اکٹھے دوڑ کر ہم دروازے سے

پنجروں سمیت ٹکرائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ
دو چار ٹکروں کے بعد دروازہ یا تو ٹوٹ جائے
گا یا اس کا تالا کھل جائے گا۔" چلوسک نے
ملوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔
"چلو یہ بھی کرکے دیکھ لیتے ہیں۔" ملوسک
نے جواب دیا اور پھر اس نے بھی چلوسک کے
پنجرے کی سلاخیں پکڑیں اور پھر وہ دونوں پوری
قوت سے دوڑتے ہوئے پنجروں سمیت دروازے
سے جا ٹکرائے۔ پہلی ضرب سے دروازہ ہل گیا
دوسری ضرب پہلے سے زیادہ زور کی پڑی، کیونکہ
اس بار چلوسک ملوسک پنجروں سمیت کمرے کی
دوسری دیوار سے بھاگتے ہوئے آئے تھے۔ اور
دوسری ضرب نے ہی انہیں کامیابی بخش دی اور
دروازہ ایک دھماکے سے کھلتا چلا گیا اور وہ
دونوں پنجروں سمیت اچھل کر کمرے سے باہر
جا گرے تھے۔
یہ ایک برآمدہ سا تھا۔ باہر گرتے ہی وہ
پنجروں سمیت دوڑتے ہوئے محل کے باہر کی
طرف بھاگنے لگے۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ جب

ایک برآمدے کے آخری حصے پر پہنچے تو
انہوں نے اپنے کو سبزہ زار میں موجود پایا اور
ایک لمحے کے لئے وہ دونوں ٹھٹھک کر رک
گئے کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ ڈمبالو سبزہ زار
کے آخری سرے پر کھڑا تھا اور اس کے
اردگرد دیوؤں کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ تین
دیو فضا میں اڑتے ہوئے سمندر کی طرف جارہے
تھے۔ اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ڈمبالو
چکابا جادوگر کی طرف بڑھنے لگا۔ انہیں اس وقت
معلوم ہوا جب چکابا جادوگر نے اپنا نام بتاتے
ہوئے ڈمبالو کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا تھا
وہ دونوں چونکہ ایک ستون کی آڑ میں تھے
اس لئے نہ ہی وہ ڈمبالو کو نظر آئے اور
نہ چکابا جادوگر نے انہیں دیکھا۔
پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے چکابا جادوگر
نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے اور
زور زور سے ایک منتر پڑھنا شروع کر دیا۔
اس کے منتر پڑھتے ہی ڈمبالو کے گرد آگ
کے شعلے بھڑک اٹھے۔ مگر پھر وہ یہ دیکھ کر

حیران رہ گئے کہ آگ کا ڈمبالو پر قطعاً
کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ اور وہ بڑے اطمینان
سے چلتا ہوا آگ کے حصار سے باہر نکل آیا
چوکابا جادوگر کی آنکھوں میں ایک لمحے کے
لئے شدید حیرت کے آثار ابھرے مگر دوسرے لمحے
وہ سنبھل گیا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ تیزی
سے فضا میں جھٹکے اور اس کے ہاتھ جھٹکتے ہی
بےشمار سانپ لہراتے ہوئے ڈمبالو کی طرف بڑھے مگر
چوکابا جادوگر کے ساتھ ساتھ چلوسک طوسک بھی
یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جیسے ہی سانپ
ڈمبالو کے قریب پہنچے وہ جھٹکا کھا کر مڑے اور
غائب ہو گئے۔ ڈمبالو اسی طرح اطمینان سے آگے
بڑھتا چلا گیا۔

اب تو غصے کے مارے چوکابا جادوگر کا
برا حال ہو گیا۔ وہ تو اپنی عظمت کا جشن منا
رہا تھا مگر اس کے جادو کا ڈمبالو پر کوئی
اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اب اُسے کیا معلوم کہ ڈمبالو
خالص انسانی نسل سے نہیں ہے بلکہ اس کا
باپ دیو تھا اور دیوؤں پر جادو کا اثر نہیں ہوتا۔

چوکابا جادوگر نے ایک دو اور حربے بھی استعمال
کئے مگر ڈمبالو پر ان کا کوئی اثر نہ ہوا۔
ڈمبالو اسی طرح اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا
جب چوکابا جادوگر نے یہ حال دیکھا تو وہ
اچانک پلٹ کر محل کے اندر کی طرف بھاگا مگر
اسی لمحے ڈمبالو نے چھلانگ لگائی اور وہ اڑتا
ہوا بھاگتے ہوئے چوکابا جادوگر کے اوپر جا گرا۔
چوکابا جادوگر نے اپنے آپ کو بچانے کی
بےحد کوشش کی مگر ڈمبالو کے ہاتھ اس کی گردن
پر جم گئے اور ڈمبالو نے اُسے گردن سے پکڑ
کر ہوا میں اٹھایا اور پھر اس نے پوری قوت
سے اس کی گردن دبانی شروع کر دی۔ چوکابا جادوگر
کے منہ سے چیخیں نکلنے لگیں اور وہ تڑپنے
لگا۔

مگر اب ڈمبالو کے حیران ہونے کی باری تھی
کیونکہ پوری قوت لگانے کے باوجود چوکابا جادوگر کی
گردن کی ہڈی نہ ٹوٹی اور نہ ہی وہ مرا۔ البتہ
اس کے ہاتھوں میں پھڑکتا ضرور رہا۔

"بڑے ڈھیٹ واقع ہوتے ہو یار! مرتے ہی

"نہیں"۔ ڈمبالو نے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ادھر چلوسک ملوسک جو یہ تماشہ دیکھ رہے تھے سمجھ گئے کہ جادوگر اس وقت تک نہیں مریگا جب تک اس چیز کو نہ ختم کردیا جائے جس میں اس کی روح ہے۔

"آؤ ڈمبالو کے پاس چلیں"۔ چلوسک نے کہا اور پھر وہ دونوں پنجروں سمیت ڈمبالو اور چوکابا جادوگر کی طرف بھاگتے گئے۔

"ڈمبالو ڈمبالو! اس پر تشدد کرکے پوچھو کہ اس کی جان کس میں ہے"۔ چلوسک نے قریب پہنچتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"اچھا تو یہ بات ہے"۔ ڈمبالو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک ہاتھ اس کی گردن سے ہٹایا اور دوسرے لمحے اس کی موٹی سی انگلی کسی سلاخ کی طرح چوکابا جادوگر کی دائیں آنکھ میں گھستی چلتی گئی۔ اور چوکابا جادوگر کی آنکھ سے خون بہنے لگا اور اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ اتنی بلند تھی کہ پورا ماحول تھراگیا۔

"بتاؤ تمہاری جان کس میں ہے؟ ورنہ دوسری آنکھ بھی نکال دونگا"۔ ڈمبالو نے کرخت لہجے میں کہا اور اس کی انگلی چوکابا جادوگر کی دوسری آنکھ کی طرف بڑھی۔

"مجھے معاف کردو۔ معاف کردو"۔ چوکابا جادوگر نے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس کے حلق سے ایک اور چیخ نکل گئی۔ کیونکہ ڈمبالو کی انگلی نے بڑی بے رحمی سے اس کی دوسری آنکھ بھی نکال دی تھی۔ اب چوکابا جادوگر اندھا ہوچکا تھا اس کا بوڑھا جسم ڈمبالو کے ہاتھ میں پھڑک رہا تھا۔

"اب بتاؤ! ورنہ اس بار زبان حلق سے کھینچ لوں گا"۔ ڈمبالو نے غراتے ہوئے کہا۔

"مجھے چھوڑ دو۔ جادوگر دیوتا کا بت جب تک نہیں ٹوٹے گا میں نہیں مروں گا۔ مجھے وہاں لے چلو"۔ چوکابا جادوگر نے چیختے ہوئے کہا۔

"اسے وہاں نہ لے جانا ڈمبالو، ورنہ اس کا جادوگر دیوتا اس کی آنکھیں ٹھیک کر دیگا۔ اور نجانے کیا کردے۔ اسے یہیں پکڑے رکھو۔ ہم ابھی آتے ہیں"۔ چلوسک نے چیخ کر کہا اور ڈمبالو

نے اثبات میں سر ہلادیا۔

چلوسک طوسک پنجروں سمیت تیزی سے محل
کے اندر داخل ہوگئے۔ وہ جادوگر دیوتا کے بت
کو ڈھونڈنے کے لئے محل کے ہر کمرے میں
گھومتے پھرے اور پھر ایک کمرے میں داخل ہوتے
ہی وہ چونک پڑے۔ سامنے ایک میز پر ان
دونوں کے پستول موجود تھے۔

پستول دیکھتے ہی وہ دونوں جھپٹے اور انہوں
نے حیرت انگیز پھرتی سے اپنے اپنے پستول اٹھا
لئے۔ اب انہیں اطمینان ہوگیا اور پھر طوسک نے
پنجرے کی سلاخ پر فائر کردیا لیکن سلاخ کو کچھ
نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ جادو کی تھی۔ البتہ پستول سے
نکلنے والی شعاع سامنے والی دیوار سے ٹکرائی اور
دیوار کا ایک بڑا حصہ غائب ہوگیا۔

دوسرے لمحے چلوسک طوسک یہ دیکھ کر چونک
پڑے کہ دیوار کی دوسری طرف ایک سیاہ کمرہ تھا۔
جس کے درمیان میں ایک ہیبتناک بت موجود تھا
یہ جادوگر دیوتا کا بت تھا۔
بت کی آنکھیں آہستہ آہستہ گردش کر رہی

تھیں۔ جیسے وہ بیدار ہو رہا ہو۔ اس کا وہ
ہاتھ جس میں تلوار پکڑی ہوئی تھی اوپر کو
اٹھ رہا تھا۔

مگر اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ بلند
ہوتا۔ چلوسک طوسک نے بیک وقت اپنے پستولوں
کے ٹریگر دبا دیئے اور ان کے پستولوں سے
نکلنے والی شعاعیں سیدھی بت کے سینے پر پڑیں
اور پھر ایک کان پھاڑ دھماکا ہوا اور خوفناک
چیخوں کی آوازیں یوں بلند ہوئیں جیسے ہزاروں بدروحیں
چیخ رہی ہوں۔

دوسرے لمحے ہر طرف دھواں ہی دھواں سا
چھاگیا۔ جب دھواں چھٹا تو وہ یہ دیکھ کر حیران
رہ گئے کہ وہ ایک خشک وادی میں کھڑے
ہیں۔ اب وہاں نہ محل تھا اور نہ سبزہ زار۔
سب کچھ غائب ہوچکا تھا۔

انہوں نے دیکھا کہ دور کھڑا ڈمباٹو حیرت سے
اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا کیونکہ جادوگر دیوتا
کا بت ٹوٹتے ہی اس کے ہاتھوں میں پکڑا
ہوا چوکابا جادوگر کا جسم پانی بن کر زمین پر

بہہ گیا تھا اور پھر اس پانی میں آگ بھڑک اٹھی۔ اور چند لمحوں بعد جب آگ بجھی تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔

چلوسک ملوسک کے جسموں کے گرد پنجرے بھی غائب ہو چکے تھے۔ چنانچہ وہ دوڑتے ہوئے ڈمبالو کی طرف بڑھے۔

"یہ کہاں گیا چھکابا کا بچہ؟ کیا یہ پانی تھا؟" ڈمبالو نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"مرگیا۔ ختم ہوگیا۔" چلوسک ملوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ بےاختیار ڈمبالو سے لپٹ گئے۔ انہوں نے زبردست کارنامہ انجام دیا تھا۔

"آؤ! اب چل کر شہزادی گلبدن کو خوشخبری سنائیں،" چلوسک ملوسک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسی خوشخبری؟" ڈمبالو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"جادوگر کے مرنے کی،" چلوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مگر وہ مرا کہاں ہے۔ وہ تو پانی بن گیا ہے

ایسا نہ ہو کر شہزادی گلبدن وہ پانی پی لے اور جادوگر اس کے پیٹ میں اچھل کود کرنے لگے۔" ڈمبالو نے جواب دیا اور چلوسک ملوسک کے حلق سے نکلنے والے بےاختیار قہقہوں سے پورا ماحول گونج اٹھا۔

ختم شُد